اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور

تذکرہ

شہزادگانِ غوث الثقلین ؓ

قصوری

تالیف

محمد اطہر القادری شاہپوری

ناشر

مرکزی انجمن غوثیہ خدام سدہ شریف (رجسٹرڈ) لاہور فون

نام کتاب: ـــــــــــ تذکرہ شہزادگان غوث الثقلین

مصنف: ـــــــــــ محمد اطہر القادری شاہ پوری

طابع: ـــــــــــ

کتابت: ـــــــــــ محمد امین قصوری، محمد سلیم فاروق

بار: ـــــــــــ اوّل ۱۹۸۵ء بار دوم ۱۹۹۴ء

تعداد: ـــــــــــ ایک ہزار

سائز: ـــــــــــ ۲۳×۳۶

قیمت: ـــــــــــ ۴۵/۰۰ روپے

ناز سے معذرت کے ساتھ

اوہنوں دِسدا اے نور حقیقتاں دا جیہدا ذوق بصیرتاں لکھ دا اے
تینوں پیر دِسدا ایہنوں رب دِسے فرق اپنی اپنی اکھ دا اے
ڈِگا پیا جو سِدرہ دی گلی اندر اوہ ککھ دی دستوں لکھ دا اے
گھٹا پیر بغدادی دے جوڑیاں دا سُرمہ ناز فقیر دی اکھ دا اے

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نقشِ اوّل

میں اپنی اس کاوش کو ہدیہ ناظرین کرتے ہوئے راحت و مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ اللہ کریم نے ایک ایسے اہم فریضہ سے سبکدوش ہونے کی توفیق مرحمت فرمائی جس کی عرصہ دراز سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی اور اب جبکہ بقول حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم "اخوان ھذہ الزمان جاسوس العیوب"[1] کا اطلاق اس دور پر عموماً ہوتا ہے تو مزید شدت سے محسوس کیا گیا کہ ؎

یہ ہے موسم یہ ہے گریباں آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

مجھے اپنے محدود علم، کم فہمی اور بے عملی کا اعتراف ہے اور یہ حقیقت ہے ؎

ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندہ کو کمال بے کمالے میں ہے

لیکن اس بے کمالی پہ ہزاروں کمال قربان جو سبب سرخروئی بارگاہِ خدا اور وسیلہ قبولیت درگاہِ رسالت و غوثیت بنتے ہوئے توشہ آخرت ثابت ہو

---

[1] اس زمانے کے آدمی عیبوں کو تلاش کرنے والے ہیں۔

حَاشَا هُ اَنْ یُحْرَمَ الرَّاجِی مَکَارِمَه
اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرُ مُحْتَرَمٖ[۱]

اس کتاب کا موضوعِ سخن جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ فضائل سادات کرام، تعارف خاندان مقدس و معظم اولادِ غوث پاک، نقیب اعظم لجبال حضور السید محمد انور شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ، قادریہ، رزاقیہ، لبغدادیہ، انوریہ، سدرہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خاں، صوبہ سرحد اور بالخصوص حضور قبلہ عالم السید محمد انور شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا اجمالی تذکرہ ہے۔

قارئین کرام سے بنظر انصاف سوال ہے کہ اس گئے گذرے ملحدانہ دور میں ایسی ہستی اعظم کے دیدار کا پتہ دیں

۱۔ جس نے دینِ اسلام کی آبیاری کے لیے خویش و اقارب کو خیر باد کہہ دیا ہو۔

۲۔ جس نے مسلک حق اہلسنت والجماعت کے احیاء کے لیے گھر بار چھوڑ دیا ہو۔

۳۔ جس نے شہر کی پُر رونق فضاؤں پہ جنگل کی ہواؤں کو ترجیح دی ہو۔

۴۔ جس نے شہر کے پُر لطف بنگلہ جات کو ٹھکرا کر کچے مکان کو مسکن بنایا ہو۔

۵ جس نے شہر میں بجلی کے قمقموں کی بجائے ویرانے کے جگنو سے

---

[۱] یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کا امیدوار عنایت محروم رہے یا آپ کا پناہ گزین آپ کے دروازے سے بے توقیر واپس آئے۔

دل بہلایا ہو۔

۶ جس نے شہر کی پکی سڑکوں کی بجائے جنگل کی خاردار پگڈنڈیوں پر چلنا سعادت سمجھا ہو۔

۷) جس نے شہر کے صاف پانی کی بجائے بارش کے جمع شدہ پانی پہ انحصار کیا ہو۔

۸۔ جس نے مقام مصطفےٰ کے تحفظ کے لیے بارہا گولیاں کھائی ہوں

۹۔ جس نے ناموس اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے لیے ظالموں سے کئی دفعہ زہر پیا ہو

۱۰۔ جس نے مرزائیت و شیعیت کا ناطقہ بند کر دیا ہو۔

۱۱۔ جس نے کبھی دجل فریب ریاکاری یا مکاری کی بو نہ سونگھی ہو

۱۲۔ جس نے کبھی بھی حکمرانوں، فرمانرواؤں، نوابوں یا وزیروں کے دروازے پہ جبہ سائی نہ کی ہو۔

۱۳۔ جس نے کبھی کسی سیاسی لیڈر کے آلہ کار بننے کو گوارہ نہ کیا ہو۔

۱۴ جس نے سیاسی میدان میں آنے کے لیے بڑی بڑی پیشکشوں کو ٹھکرا دیا ہو۔

۱۵ جس نے ملت اسلامیہ کے مقابل آنے والی ہر طاقت کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہو۔

۱۶ جس نے مسلک حق کی ترویج و اشاعت تن من دھن کی قربانی سے کی ہو

۱۷ جس نے لاکھوں گم گشتہ راہ ہدایت کو صراط مستقیم پہ چلایا ہو۔

۱۸۔ جس نے عشق خدا و محبت مصطفےٰ کے چراغ ہزاروں سینوں

میں روشن کئے ہوں۔

۱۹۔ جس نے ہزاروں مریدین کو فقط ایک نظر میں مرتبہ کمال پہ پہنچا دیا ہو۔

۲۰۔ جس کی گفت و شنید، نشیب و فراز، حرکات و سکنات سے سنت خیرالانام عیاں ہو۔

۲۱۔ جس کی تمام صفات "علامہ اقبال" کے "مرد مومن" سے متصف ہوں۔

۲۲۔ جو باعث فخر، سلف صالحین و اولیائے کاملین ہو

۲۳۔ جس کا اخلاق نہ صرف خود حمیدہ بلکہ اخلاق ذمیمہ کو اخلاق حمیدہ بنانے والا ہو

۲۴۔ جس نے محض نظر رحمت سے سینکڑوں افراد کو سلوک کی منازل طے کرا دیں ہوں۔

۲۵ جس نے سخن دلنواز سے ہزاروں شقی القلب انسانوں کو رقیق القلب بنا دیا ہو۔

۲۶ جس کا توکل صبر و قناعت، تقویٰ و طہارت، ریاضت و عبادت میں ثانی نہ ہو۔

۲۷ جس نے اگر دعا کی تو یہی کہ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما دے اور مریدین کی صحیح رہنمائی کی توفیق عطا فرما۔

۲۸ جس نے اگر کبھی فخر بھی کیا تو بہ ایں الفاظ سے

سکون قلب ملا لذت حیات ملی

در حبیب ملا ساری کائنات ملی

جس کی تشکل تشکل غوث الوریٰ ہو

جس کی صورت صورت شہید کربلا ہو

جس کی سیرت سیرت حسن المجتبیٰ ہو
جو نورِ نظر علی المرتضٰے ہو
جو لختِ جگر فاطمۃ الزہرا ہو
جس کا عمل تابع سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہو
جس کا حامی و ناصر خود خدا ہو۔ ایسی عظیم المرتبت ہستی ایسے یگانہ روزگار فرد کی زیارت کا ارمان قلب و نظر میں پنہاں کیے ہوئے ہوں اگر کوئی ان صفات کی حامل شخصیت اس خاکدان گیتی میں موجود ہو تو اس کا پتہ بتا کر مشکور و ممنون اور عند اللہ ماجور ہوں۔

لیکن اگر آپ کا جواب نفی میں ہو اور یقیناً نفی میں ہوگا تو پھر آئیے آپکو مذکورہ اوصاف کی حامل ہستی سے متعارف کرائیں جس میں مذکورہ کمالات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اس نابغہ روزگار شخصیت کا اسم مبارک روح کا سکون، دل کا چین، قلب کا اطمینان، آنکھ کا نور کعبۂ دل قبلہ جاں اعلیٰحضرت سے معذرت کے ساتھ ؎

با ادب جھکا لو سر و لاکہ میں نام لوں گل و باغ کا
گل تر سیّد انور شاہ چمن ان کا پاک دیار ہے

نام نامی اسم گرامی

السیّد محمد انور شاہ القادری الرزاقی البغدادی

الجیلانی دامت برکاتہم و فیوضہم العالیہ ہے جو دربارِ عالیہ مقدسہ قادریہ رزاقیہ، غوثیہ، بغدادیہ انوریہ سدرہ شریف تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ سرحد پاکستان) کے

سجادہ نشین ہیں۔ کوئی اولاد غوث پاک ہونے کے ناطے جانا جاتا ہے تو کوئی نقیب اعظم کے نام سے پکارتا ہے۔ کوئی پیر بغدادی کہتا ہے تو کوئی پیر صاحب آف سدرہ شریف کہہ کر تشنگی قلب بجھانے کی سعی کرتا ہے ؎

کوئی کہتا ہے غوث زماں اور قطب جہاں کوئی
کہے سارا جہاں جو بھی تو اس سے بھی عالی ہے

بھلا ایسی نورِ مجسم ہستی جو سرتاپا مجموعہ کمالات اور سراپا فضائل ہو۔ اس کے محاسن کا بیان اور سچ تو یہ ہے کہ عمر خضر خدائے قدیر سے مستعار لے کر بھی اس ذات اکرم کا تذکرہ انسانی عقل و شعور سے ماورا ہے پھر میرے جیسا نحیف و ناتواں غلام غلاماں ؎

کہاں نائب امام اعظم اور اولادِ غوث اعظم
کہتے ہیں جہاں والے وہ تو سدرہ کا والی ہے
تیرے خلق عظیم پر میں فدا سارا جہاں کر دوں
حسن تیرا جہاں بھر میں آقا بے مثالی ہے

حدیث قدسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرا اتنا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات چیت کرتا ہے تو گویا اس کا بولنا خدا کا بولنا، اس کا سننا خدا کا سننا اس کا دیکھنا خدا کا دیکھنا اس کا مارنا خدا کا مارنا نیز اس کا چلنا اللہ کا چلنا اس کی پکڑ اللہ کی پکڑ ہو جاتی ہے۔

اور اس پر فرمانِ خداوندی "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی
شاہد عدل ہے نیز یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سے بھی اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے
دل کی آنکھیں کھولو۔ بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت کو سینہ سے لگاؤ
اور میری ہمنوائی میں بہ صدق دل کہہ دو کہ خدا سے ملاقات کے خواہشمند و
آؤ اور سدرہ شریف میں حضور قبلہ عالم کے دیدار سے مشرف ہو جاؤ تاکہ
اللہ کریم تمہیں آغوشِ رحمت میں لے لے اور دو جہاں کی نعمتیں تجھے میسر
ہو جائیں۔

ہر کہ خواہد بے نشیند با خدا ۔ او نشیند با حضور اولیاء

حضور نقیب اعظم کی فقط ایک نگاہ کرم ہی سے وہ دولت تجھے حاصل ہوگی۔
جو صدہا کوششوں سے بھی ناممکن ہوگی اور حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے دیدار
سے ہی تجھ پر حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا اور بے ساختہ زبان پہ جاری ہوگا

کبھی ہم کو احمد رضا یاد آئے ۔ کبھی ہم کو خواجہ پیا یاد آئے
کبھی ہم کو غوث الوریٰ یاد آئے ۔ کبھی ہم کو سرورِ انبیاء یاد آئے
خدا کی قسم وہ ولی ہے خدا کا ۔ جسے دیکھنے سے خدا یاد آئے

ایسی سراپا غوثِ اعظم شخصیت کہ جس کے چہرہ انور کو ساری عمر
بار بار دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو بلکہ مزید اشتیاق زیارت میں اضافہ ہو اس
کے محاسن و فضائل کا تذکرہ "چھوٹا منہ بڑی بات" محاورہ کی یاد دلاتا ہے

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پہ
ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

میں تو ان کی بارگاہِ عالیہ میں بہ ہزاراں ادب و احترام یہی کہوں گا

علیٰ راسی و عینی اے سیّد الاولیاء
نورِ نظرِ مصطفیٰ و دلبندِ مرتضیٰ
جانشینِ امامِ اعظم نائب غوث الوریٰ
ہم عاصیوں پہ ہو نظرِ کرم بہرِ خدا

زیرِ نظر کتاب چونکہ اس وقت تحریر کی گئی جب سالانہ عرس درگاہِ سدرہ شریف شروع ہونے والا ہے اور عرس کے موقع پر اس کی طباعت کو ضروری خیال کیا گیا تاکہ عوام الناس اور بالخصوص مریدین درگاہِ سدرہ شریف اس سے استفادہ کر سکیں۔ وقت کی کمی کے پیشِ نظر قارئینِ کرام اس میں یقیناً کئی خامیاں محسوس کریں گے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ قارئین جہاں غلطی محسوس کریں مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں بہ توفیق ایزدی تدارک ہو سکے۔ اس موقع پر ناانصافی ہوگی اگر ان مخلصین برادرم خالد محمود صاحب، جناب حاجی محمد انور قادری صاحب جناب حافظ قاری علامہ محمد عبد الرشید سیالوی القادری مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ شیراکوٹ لاہور، جناب مشتاق احمد شاہ صاحب ہاشمی میانپوری، جناب حاجی محمد عارف رضوی قادری ضیائی حبیبی، جناب سیّد مقصود سرور گیلانی صاحب، جناب ملک امتیاز حسین کھوکھر صاحب، جناب صابر حسین صاحب، جناب صوفی محمد امین قادری صاحب، جناب صوفی مبارک علی قادری صاحب، جناب سیّد عادل حسین شاہ صاحب ڈی ایس پی ریٹائرڈ، جناب سیّد غفور علی شاہ صاحب ایس پی ریٹائرڈ، جناب مرزا شمس الحسن صاحب ایس پی، جناب چوہدری افتخار احمد صاحب سائٹ انجنیئر حافظ ٹاؤن لاہور کو

اور ملک سرفراز حسین کھوکھر صاحب کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی امداد و اعانت سے فقیر کی حاضری بارگاہِ غوثیت میں ہوئی۔ اللہ کریم ان مشفقین کو دارین میں خوشحالی عطا فرمائے۔
آمین بجاہِ سید المرسلین!

آخر میں گرامی القدر جناب حمید اللہ خاں قادری صاحب مدظلہ، جناب ماسٹر عبدالحق قادری صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گومل اور جناب خلیفہ حبیب احمد صاحب مدظلہ کے لیے دُعاگو ہوں جنہوں نے مجھ ناقص العقل کو اس عظیم خدمت کی بجا آوری کی ترغیب دی۔

گدائے بینوا۔ درگاہ سدرہ

محمد اطہر القادری شاہ پوری عفی عنہ

فضائل سادات کرام

لِی خمسۃ اطفی بہا حرّ الوبأ الحاطمہ
المصطفیٰ والمرتضیٰ ابناھما والفاطمہ

جن کے محاسن واکرام کا بیان خود خالق کائنات کرے اور توصیف وتعریف آیات بینات کی صورت میں محفوظ ہوں۔ ان کی مدح وستائش پھر کیوں نہ انسانی عقل وعلم سے ماورار ہو یہ اس چمن کے گل ہیں کہ جن کے متعلق کہنے والے کہتے ہیں۔ ؎

محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

یہ اس چمنستان کرم کے مہکتے پھول ہیں کہ جس کے پسینے کی خوشبو کے سامنے گلاب وچنبیلی جائے پناہ تلاش کرتے نظر آتے ہیں ؎

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ

منزہٌ عن شریکٍ فی محاسنہٖ — فجوھر الحسن فیہ غیر منقسمٖ [۱]

اسی ذاتِ اقدس کے لیے تو کہا گیا ہے۔

اس شعر میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جوہرِ حسن کو ناقابلِ

۱؎ آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں پس آپ کا جوہرِ حسن تقسیم نہیں ہوسکتا

تقسیم قرار دیا ہے، مگر اس خاکدانِ گیتی کے ہر فرد کا نقطہ نظر ایک جیسا کب ہوتا ہے۔ ہر شخص کی سوچ، فکر، شعور اور عقل اپنی ہوتی ہے۔ یہ حرفِ آخر تو نہیں اس سے اختلاف بھی تو ہو سکتا ہے اور یقیناً ہوا ہے۔ اختلاف بھی وہ ہستی کر رہی ہے کہ جن کے متعلق کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ

تو نے اسرارِ حقیقت کر دیئے سب پر عیاں
ہے مسلّم تو جہاں میں اہلسنت کا امام

یعنی وہ ہستی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے یاد کی جاتی ہے آپ فرماتے ہیں ؎

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے پھر اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن[۱] بنے آدھے سے حسین[۲]

اس جوہرِ حسن کی تقسیم کے بیان کا انداز صرف انہی کا حصہ ہے۔ بحر حال بحر کرم کے ان موتیوں کی قدر و قیمت کوئی ناشناس کیا جانے۔ جبکہ شناسا اپنے لیے عجز کا اظہار باعثِ سعادت تصور کرتے ہیں ؎

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرہ ہے کلی جس کی حسین و حسن پھول

اب اگر اہلبیت اطہار کے ایک ایک فرد کی بارگاہ میں عقیدت و احترام کے پھول پیش کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ سعی محال ہو گی لہٰذا مجموعی طور پر

۱-۲ رضی اللہ عنہما

انہیں آیات واحادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جن میں مشترکہ توصیف و مدح پائی جاتی ہے۔

آیت نمبر ۱، خداوند قدوس نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ط
ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا ط ان اللہ
غفور شکور (۲۳) (الشوریٰ)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں! بیشک اللہ بخشنے والا قدر کرنے والا ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول:

جب انصار نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت سے مصارف اور مال کی کمی محسوس کی تو آپس میں بہت سا مال جمع کیا اور خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ حضور کی بدولت ہمیں ایمان ملا، قرآن ملا، رحمان ملا، حضور کے مصارف زیادہ ہیں، ہم یہ حقیر نذرانہ بارگاہ میں حاضر لائے ہیں۔ شرفِ قبولیت بخشا جائے۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے وہ مال واپس فرما دیئے [1]

آیت مقدسہ کے نزول پر صحابہ کرام نے عالم ماکان وما یکون دانائے راز احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء سے با ایں الفاظ استفسار کیا

---

[1] نورالعرفان

یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں فرمادیجئے کہ آپ کے وہ کون قریبی ہیں۔ جن کی محبت ومودت ہم پہ واجب کردی گئی ہے"۔

سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے زبانِ فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا۔
"علی وفاطمہ والحسن والحسین وابناء ھما"
یعنی علی وفاطمہ حسن وحسین اور ان کے بیٹے۔

سرورِ انبیاء کی یہ تخصیص آلِ رسول کی تکریم وتعظیم اور ان سے محبت ومودت پہ شاہد عدل ہے۔

حکیم امت محسن اہلسنت مفتی احمد یار خاں قادری نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"نیک کام سے مراد محبت آلِ رسول ہے یعنی جو ان سے محبت کرے گا ہم اسے اور نیک اعمال کی توفیق دیں گے اور ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

"اہلِ قرابت سے کون مراد ہیں اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی وحضرت فاطمہ وحسنین کریمین ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایک قول یہ ہے کہ آلِ علی وآلِ عقیل وآلِ جعفر وآلِ عباس مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پہ صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم وبنی مطلب ہیں، حضور کی ازواج مطہرات حضور کے اہلِ بیت

یں داخل ہیں حضور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ایک ہے۔

آیت نمبر ۲ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (الاحزاب ۳۳)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کر دے۔

نزول آیت ہوا تو سرور کائنات نے حضرت علی و فاطمہ و حسنین کریمین کو اپنی چادر مبارک میں لے کر بارگاہِ رب العزت میں دعا کی،

یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے ہر آلودگی کو دور فرما کر خوب پاکیزہ فرما دے۔ آیت تطہیر حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی اور وہیں آپ نے ان چاروں نفوس قدسیہ کے لیے دعا فرمائی تھی۔ حضرت ام سلمہ یہ منظر دیکھ رہی تھیں انہوں نے عرض کیا

اَنَا مَعَھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس پر کیف انجمن میں شامل ہوں

فرمایا قَالَ اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ اَنْتِ عَلَی الْخَیْرِ

تم اپنے مقام پر ہو تم خیر پہ ہو یعنی آیت کریمہ میں شامل تو سارے ہی اہلِ خانہ ہیں اس میں کوئی بھی خارج نہیں لیکن دعا کے لیے خصوصیت مندرجہ بالا

چاروں نفوسِ قدسیہ کو دی۔ کیونکہ حضور کو جو محبت ان چاروں سے تھی وہ دوسرں سے نہ تھی۔

اس آیت کے ضمن میں حضرت صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس آیت سے اہلبیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اہلِ بیت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا اور علی مرتضٰے اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے ان آیات میں اہلبیت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں۔

حکیم امت مفتی احمد یار خاں قادری نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور کی ازواج واولاد سب اہلبیت ہیں اولاد کا اہلبیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِی الخ اس آیت سے یہی ثابت ہوا کہ حضور کی ازواج واولاد گناہوں سے پاک ہے۔

آیت نمبر۳ وَالْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَا اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ

ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی یعنی اگر مومنوں کی اولاد مومن ہو تو ہم اولاد کو جنت میں اس کے ماں باپ کے ساتھ رکھیں گے۔ علیحدہ نہ کریں گے۔ ایمان کی قید اس لیے لگائی کہ مومن سے

کی کافر اولاد اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے چھوٹے بچے جنتی ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جنتی آدمی اپنے بال بچوں کے ساتھ جنت میں رہے گا۔

جب عام مومنین جنت میں اپنی اولاد کے ساتھ رہیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا حضور کے ساتھ رہنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا لہٰذا سادات کرام کو یہ فخر و امتیاز حاصل ہے کہ انہیں سرفراز فرمایا گیا ہے۔

واقعہ خضر و موسیٰ علیہما السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ وعظ فرمایا۔ وعظ کے بعد ایک اسرائیلی نے دریافت کیا کہ آپ سے بڑا کوئی عالم بھی ہے کہ نہیں۔ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں۔ آپ نے ان کا پتہ پوچھا۔ واقعہ طویل ہے مختصر یہ کہ موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہو گئی۔ موسیٰ نے مدعا بیان کیا۔ خضر نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے اور اگر چلنا ہے تو پھر زبان سے کچھ نہ بولنا موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا۔ حضرت خضر نے دریا پہ پہنچ کر کشتی میں سوار ہو کر کشتی کو توڑ دیا۔ جس پر موسیٰ علیہ السلام خفا ہوئے تو انکو وعدہ یاد دلایا۔ انہوں نے معذرت کی۔ آگے چل کر ایک بچے کو خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ نے پھر کہا کہ یہ تو ظلم ہوا خضر علیہ السلام نے خاموش رہنے کا وعدہ یاد دلایا۔ پھر معذرت کی آگے ایک گاؤں میں پہنچ کر ان سے کھانا مانگا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت خضر نے ایک دیوار جو کہ گرنے کے قریب تھی۔ اس کو کھڑا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام پھر بول پڑے کہ ان لوگوں نے ہمیں کھانا نہیں دیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پہلے ہی کہتا تھا کہ آپ

میرے ساتھ نہ چل سکیں گے اب میری اور آپ کی جدائی ہے۔ لیکن میں آپ کو ان باتوں کے پس پشت مخفی راز سے آگاہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

نمبر ۱ یہ کہ جو کشتی میں نے توڑی تھی۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ وہ کشتی محتاجوں کی تھی۔ بادشاہ وقت کے ہرکارے ہر نئی کشتی کو زبردستی لے جاتے تھے۔ لہٰذا میں نے اس کو داغدار کر دیا تھا تاکہ یہ ان سے بچ جائے۔

نمبر ۲ جو بچہ قتل کیا گیا تھا ان کے والدین مسلمان تھے۔ جس کی وجہ سے ان کے ایمان کو خطرہ تھا کہ وہ انہیں سرکشی اور کفر پر نہ چلا دے۔

نمبر ۳ جو دیوار سیدھی کی گئی وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی اور اس کے نیچے خزانہ تھا لہٰذا اس کو سیدھا کیا گیا۔ اللہ کریم نے اس کو بایں الفاظ فرمایا

آیت نمبر ۴ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحاً ج فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ویستخرجا کنزھما ق صلے

اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ حضرت محمد ابن منکدر نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اس کی اولاد کی اولاد کو اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان کا نقطہ نظر آیت مذکورہ کے ضمن میں کچھ اس طرح ہے معلوم ہوا کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے۔ وسیلہ کا ثبوت ہوا اور نبی امت کے مثل باپ کے ہیں۔ تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گنہگاروں کے کام آئیں گی رب فرماتا ہے وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

تو نبی کی نیکیوں میں ہمارا بھی حصّہ ہے ۔ خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا صواعق محرقہ میں ہے روح البیان میں ہے کہ حرم شریف کے کبوتر اس کبوتری کی اولاد ہیں ۔ جس نے ہجرت کی رات غار ثور پر انڈے دیئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی برکت سے اس کی اولاد کا اتنا احترام فرمایا تو قیامت تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا کتنا احترام ہوگا

عبرت انگیز واقعہ :۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا ۔ فقیر نے کہا روپیہ دینا ہے تو دے ورنہ تیری دوکان ساری الٹ دوں گا ۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے ۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے ۔ انہوں نے دوکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان الٹ جائے گی ۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ جاہل بے شرع کیا کر سکتا ہے ۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے ۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں ۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا ۔ ائمہ دین فرماتے ہیں ۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام لکھے ہوئے ہیں ۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں ، حضور پر نور رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں۔ رب عزّ وجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وھبتھولک میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔ اسی لیے خود ارشاد فرمایا۔

مریدی ھو وطب واشطح وغنی
وافعل ماتشاء فالاسم عالی!

مندرجہ بالا واقعہ سے شمس فی نصف النہار روشن ہے کہ اگر ایک صالح آدمی کی آٹھویں پشت سے جنم لینے والے بچے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا خزانہ محفوظ کیا اور پھر اس کنز مخفی کے اظہار کا وقت آنے لگتا ہے تو حضرت خضر علیہ السلام بہ نفس نفیس اس کی مرمت کرتے ہیں (سبحان اللہ) تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے لیے حضور کی نیکیاں کام آنے کا بدرجہ اولیٰ اثبات ہوا۔

آیت نمبر ۵ لَوْ تَزَیَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ٥ (۲۵) (الفتح)

اگر وہ جدا ہو جاتے تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے آیت مذکورہ سے واضح ہے کہ اگر وہ مومن جو ایمان لے آئے تھے یا جن کو اسلام کی توفیق ملنے والی تھی۔ کفار مکہ سے علیٰحدہ ہو جاتے تو کفار پر عذاب الٰہی آجاتا۔

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تا قیامت ہم جیسے گنہگار اللہ کے مقبول بندوں کے طفیل امن میں رہیں گے بلکہ صالحین کی قبروں کی برکت سے امن ملتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی وجہ سے شہر مصر میں عذاب نہ آیا۔۔۔۔ اصحاب کہف کے دروازے پر جو کتا سو

رہا ہے۔ اس پر اللہ کا فضل ہو گیا۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے قریب ہے۔

بسم اللہ کی برکت

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں بسم اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ فرعون نے خدائی کے دعوے سے پیشتر ایک مکان بنایا تھا اور اس کے بیرونی دروازے پر بسم اللہ لکھی تھی۔ جب دعویٰ خدائی کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تبلیغ اسلام کی اور اس نے قبول نہ کی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی۔ وحی آئی اے موسیٰ (علیہ السلام) یہ ہے تو اسی قابل کہ اس کو ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ لکھی ہے جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں ڈبو دیا گیا سبحان اللہ جب ایک مدعی خدا محض بسم اللہ جو کہ کلام الٰہی ہے لکھنے کی وجہ سے عذاب

سے محفوظ رہا تو پھر جن حضرات کے خمیر صاحب قرآن کے خمیر سے ہوں اور جن کی رگوں میں ناطق قرآن کا خون ہو۔ ان کا مرتبہ و مقام کس طرح بیان ہو سکتا ہے۔ بلکہ حاکم وغیرہ نے ام ایمن سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اٹھکر ایک جانب خانہ میں کسی برتن میں پیشاب کیا۔ مجھے جاگ آئی تو پیاس معلوم ہوئی۔ میں نے اس برتن میں پانی سمجھ کر پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اس برتن کو باہر گرا دے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تو میں نے پانی سمجھ کر پی لیا تھا آپ یہ

یہ سن کر بہت مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک دکھائی دیئے۔ پھر فرمایا، بخدا تیرا پیٹ کبھی نہ درد کرے گا۔ ابن جریج سے جو روایت عبدالرزاق نے نقل کی ہے اس میں آپ کی ایک کنیز برکت نے پانی سمجھ کر پی لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مفت میں صحت وشفا حاصل کرلی. لکھا ہے کہ وہ اس وقت سے مرتے دم تک کبھی بیمار نہ ہوئی اور ہمیشہ کامل صحت سے گزاری۔

جب آپ کے پیشاب مبارک میں اتنی تاثیر ہے تو پھر خون مبارک کا مقام کیا ہوگا اور آپ کی سادات کی شان کیا ہوگی۔

آیت نمبر ۶ واعلموا انّمَا غنمتم من شیٔ فَاَنَّ لِلّٰہِ خمسہ و لِلرَّسُوْلِ ولذی القربیٰ والیتمی وَالمسٰکین وابن السَّبیل

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصّہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔

خمس سادات

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار حضور کی زندگی میں تو قرابت کی وجہ سے اور حضور کی وفات کے بعد فقر اور مسکنت کی وجہ سے لیں گے اس خمس میں بنی مطلب. بنی ہاشم وغیرہم مساکین کو دیا جائے گا اس طرح کہ حضورؐ کی حیات شریف میں اس خمس کے پھر پانچ حصے کیے جاتے تھے. جن میں سے ایک حصّہ یعنی کل غنیمت کا پچیسواں حصّہ حضور کو اور ایک حصہ حضور کے

اہلِ قرابت اور تین حصے فقراء و مساکین کے ہوتے تھے۔ حضور کی وفات کے بعد اہلِ قرابت کا حصہ فقراء و مساکین پر صرف ہوگا اب وہ سادات فقراء کو ملے گا۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی فرمان ہے [۱]

امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک اب بھی سیّدوں کو اس خمس سے حصہ ملے گا۔ دوسرے خاندان یا قبائل کو یہ شرف حاصل نہیں [۲]

آخر میں قارئین کرام سے بہ صدق دل فرامین مندرجہ بالا پر عمل کی توقع رکھتے ہوئے خواجہ خواجگان بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے اکتفا کرتا ہوں۔

دعوتِ عمل

سن لو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ وہ خالق خیر و شر ہے علم اس کا علم ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اگر کہے کہ ہم سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں تو دم مت مارو سر جھکا دو۔ اگر کہے کہ جگر کو پارہ پارہ کرتے ہیں تو خبردار آہ تک مت نکالو۔ اگر وہ دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو پیشانی پر شکن مت لاؤ۔ مگر ہاں وہ غفور و رحیم ہے۔ بڑا عفو فرمانے والا اور کرم کرنے والا ہے اس سے ہمیں مغفرت و رحمت عفو و کرم ہی کی توقع ہے۔ بندہ کو سوائے اُس کے آستانہ پر سر رکھ دینے کے اور کوئی چارہ نہیں [۳]

ے چہ چارہ باشد بیچارگان دردِ ترا   جز آں کہ بر سر خاک درِ تو خوں یا زند

یہی مردوں کے کام ہیں۔

حدیث نمبر ا

فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے میں تم میں دو نفیس و اعلےٰ چیزیں چھوڑتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے لہٰذا اللہ کی کتاب کو لو اور مضبوطی سے پکڑو۔ کتاب اللہ پر لوگوں کو رغبت دی دوسرے میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اہلبیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں (مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن مجید کا احترام بہ دل و جان ضروری ہے بعینہٖ اہلبیت کا اکرام اور ان کی قدر و عزت ضروری ہے دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت کچھ اس طرح ہے۔

حدیث نمبر ۲

میں تم میں دو چیز چھوڑتا ہوں کہ جب تک اسے پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اللہ کی کتاب ہے جو دراز رسی ہے۔ دوسرے میری اولاد گھر والے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں گے لہٰذا تم دیکھو کہ ان دونوں میں میری کیسی نیابت کرتے ہو (ترمذی)

اس حدیث پاک سے مزید صراحت کے ساتھ یہ بات واضح ہوگئی کہ سادات اور قرآن لازم و ملزوم ہیں۔

وہ ہے خاموش قرآں اور یہ قرآں ناطق ہیں
نہیں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآں کا رستہ

حدیث نمبر ۳

عبداللہ ابن عباس راوی ہیں کہ فرمایا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے لیے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہلبیت سے محبت کرو۔

احبونی لحب اللہ وَاَحِبُّوا اَھْلِ بَیْتِی لِحُبِّی (ترمذی) لہ

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے عیاں ہے کہ کامل محبت متقاضی ہے کہ محبوب کی محبوب چیز سے محبت کی جائے۔ اس میں نقطہ یہ ہے کہ نبی اکرم کو اہلبیت سے محبت ہے اور خدا کو نبی اکرم سے محبت ہے تو نبی اکرم نے عرض کیا یا اللہ میں تیرا محبوب ہوں اور اہل بیت میرے محبوب ہیں لہٰذا تو بھی ان کو محبوب بنا لے۔ فرمان خداوندی ہوا کہ میں تو ان سے محبت کرتا ہی ہوں میری محبت کا تقاضا ہے کہ جن سے تو محبت کرے میرے مقبول بندے بھی ان سے محبت کریں۔ اس پر مَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کا ارشاد شاہد عدل ہے۔

جنہوں نے اس مطالبہ و تقاضہ محبت میں پنہاں راز سے آگاہی حاصل کی وہ بہ زبان حال پکارتے ہیں ؎

محبت سرورِ کونین کی جس دل کو حاصل ہے
اسے ہوگی نہ روزِ حشر کوئی بھی پریشانی
زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا ان کے در پر
جنہیں حاصل ہوئی والی بطحا کی دربانی

اس میں غلامانِ دربارِ رسالت کا مقام ہے۔ جب ان کو غلامی سے یہ شرف حاصل ہے تو پھر وارثانِ مسندِ رسالت یعنی سادات کرام کا کیا مقام ہوگا۔

حدیث نمبر ۴ اِنَّ ھٰذِہِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّمَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ

یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں یہ نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال ہیں نہ حضور کی اولاد کے لیے [1]

یہ برکات سید حضرات کو محض اس لیے حاصل ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔ غیر سید خواہ بہت بڑا زاہد و عابد ہو اس فرمان سے مستثنیٰ ہے

ہے صدقہ میل پھر اس پاک وستھرے کو روا کیوں ہو
کہ دنیا کھا رہی ہے جس کی آل پاک کا صدقہ

حدیث نمبر ۵ ردالمختار جلد اوّل بحوالہ حدیث شریف فرمایا

کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ

یعنی قیامت کے دن تمام نسبی اور سسرالی رشتے کٹ جائیں گے اور کام

---

[1] مسلم شریف

نہ آئیں گے۔ مگر نسب میرا اور سسرالی رشتہ کام آئے گا (رد المختار)

اس حدیث کے ضمن میں مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کی بنا پر نکاح کیا تاکہ حضرت علی شیر خدا سے آپ کا سسرالی رشتہ قائم ہو جائے پھر فرمایا قرآن شریف میں جو ہے فلا انساب بینھم یومئذٍ ولا یتساءلون ط قیامت میں نسب کام نہ آئیں گے۔

اس آیت کے حکم سے حضور کا نسب شریف علیحدہ ہے وہ ضرور کام آئے گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کو بخشوائیں گے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی اولاد کو نہ بخشوائیں۔ سادات کرام کے نسب پاک کو یہ فضیلت اس لیے ہے کہ وہ حضور کا خاندان ہے۔[۲]

حضرت عمر کی سادات سے نسبت

اس حدیث پاک کی تائید میں حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست ان کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے جواب دیا کہ وہ صغیرہ ہے اور آپ کلمعمر ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں اپنے بھتیجے جعفر بن عمر سے اس کا نکاح کر دوں اس پر حضرت عمر نے آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ ابوالحسن دنیا میں بہت عورتیں ہیں۔ ام کلثوم سے میری نیت دفع شہوت نہیں بلکہ نسب ثابت کرنا

مراد ہے اس لیے کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا کل نسب وحسب ینقطع بالموت الا نسبی وحسبی تمام حسب ونسب منقطع ہو جائیں گے۔ مگر میرا نسب وحسب اور ایک روایت میں ہے کہ کل سبب ونسب ینقطع الا سببی ونسبی تمام نسب وحسب منقطع ہو جائیں گے مگر میرا سبب ونسب اب مجھے سبب تو حاصل ہے نسب آپ کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی برکت سے میں مکرم ہو جاؤں چنانچہ حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم آپ کے عقد میں دے دی پھر آپ سے حضرت زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے[1]

حدیث نمبر۶ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا مستكمل الإيمان

آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مرنے والا شہید کی موت مرے گا اور ایمان کامل کے ساتھ مرے گا۔

فرمان مخبر صادق سے واضح ہوتا ہے کہ آل مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت پروانۂ نجات اور وسیلۂ بخشش ہے ان کی محبت دو جہانوں کی نعمتہائے خداوندی سے ارفع واعلیٰ ہے۔

حدیث نمبر۷ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ بالجنة ثم منكر ونكير[2]

---

[1] کشف المحجوب ص ۵۹۴ (۲) شہید ابن شہید

آلِ محمد کی محبت میں فوت ہونے والے کو ملک الموت جنت کی بشارت دیتا ہے اور اسی طرح منکر نکیر۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ اپنا زادِ راہ اور توشہ ایک ایسی چیز لے کر جاتا ہے۔ جس پہ ہزاروں عبادتیں قربان اور کروڑوں ریاضتیں نثار کریں تو وہ مقام میسر نہ ہو جو فقط محبت آل پاک سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۸ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم لاھلی من بعدی (حاکم)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا میرے نزدیک تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو میرے بعد میرے اہلبیت سے اچھا سلوک کرے (سبحان اللہ)

ایک طرف ارشادِ گرامی ہوتا ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے اور دوسری طرف محبت اہل بیت کو معیارِ خیر فرمایا جا رہا ہے۔

سچ ہے سے

مالک ہیں خزانہ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں
دی خلد جناب ربیعہ کو بگڑی سب کی بنائی ہے
اللہ کی رضا تو سب چاہیں اللہ رضا ان کی چاہے
ہے خبش لب قانون خدا قرآن دخبر کی گواہی ہے

حدیث نمبر ۹ عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال اَثبتکم علی الصراط اَشدُّکُم حُبًّا لِاَھلِ بیتی ولاصحابی (ابن عدی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور نے فرمایا تم میں سے پلصراط پر چلنے میں ثابت قدمی وہی دکھلائے گا جو دنیا میں میرے اہلبیت اور میرے صحابہ کے ساتھ زیادہ محبت رکھے گا۔

ثابت ہوا اہلِ بیت کی محبت پلصراط جیسی کٹھن مشکل میں بھی کام آئے گی اور محبت اہلِ بیت سے سرشار مومنین پلک جھپکنے سے پہلے اس خطرناک مہم کو سر کرلیں گے اور اعلیٰ حضرت کی ہمنوائی میں یوں گویا ہوں گے۔ ؎

اے رضا پل سے وجد کرتے گزریے
کہ ہے ربّ سلِّم صدائے محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

ذہن پہ بار نہ ہو تو جہاں محبت وعشق اہلِ بیت سے معمور احادیث جن سے ایمان میں مثل شگوفہ تازگی آجاتی ہے آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں۔ چند وہ احادیث بیان کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ بغض اہلِ بیت ایمان کو ضائع اور خاسر کردیتا ہے ؎

اہلِ بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلِ بیت

اہلِ بیت کی محبت سے خالی دل دارین کی بھلائیوں سے محروم رہے گا۔ مطلوبہ حدیث پاک کے بیان سے پہلے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث پاک میں ہے قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لیے بارگاہ

رب العزت میں لایا جائے گا. اس سے سوال ہوگا۔ کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں۔ علاوہ فرض کے۔ اتنے روزے رکھے۔ علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اس قدر حج کیے علاوہ فرض حج کے وغیرہ ذلک، ارشاد باری ہوگا "هل واليت لي وليا وعاديت لي عدوا۔ کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا ورسول کی محبت ایک طرف اگر محبت نہیں سب عبادات وریاضات بے کار۔ بر سے کاٹنے سے ایک ذرا سی تکلیف آپ کو ہوتی ہے اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پر یا پاؤں بے کار ہو گیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے یا پاؤں سے مسل دیتے ہیں تو خدا ورسول (اہل بیت) سے دشمنی وعداوت رکھیں اور ان کی گستاخیاں کریں وہ قابلِ رحم ہیں خواہ خدا ورسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ اب سنیے:۔

حدیث نمبر ۱

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّد جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مکتوبًا بین عینیه اٰیِسٌ من رحمة الله الا ومن مات علی بغض اٰل محمد مات کافرا الو یشم رائحة الجنة (۱۷)

آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والے کی آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر

دیئے گئے ہیں اور وہ کافر ہو کر مریں گے انہیں جنت کی خوشبو سے محروم کر دیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

یہ حدیث محتاج تبصرہ نہیں۔ صاف واضح ہے بغض اہل بیت کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے اور دو جہاں کی لعنت اور پھٹکار کا حقدار بنا دیتا ہے

حدیث نمبر ۱۱

روی ابن عبد البر انہ قال علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ

علامہ ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔

اب جو شخص بغض اہل بیت کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی مول لیتے ہیں ان کا حشر خود خدائے واحد کی زبانی سنیئے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا (احزاب ۵۷)

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو۔ اللہ کی لعنت ہے ان پر دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے عذاب تیار کر رکھا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث کے بعد اب کوئی گنجائش نظر نہیں آتی کہ محبت اہل بیت کے بغیر ایمان مکمل ہو جائے۔

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

فقہائے عظام اور علمائے کرام کے اقوال و اعمال سے بھی محبت اہل بیت شمس فی نصف انہار روشن ہے بلکہ صحابہ کرام نے تن من دہن سے محبت اہل بیت کا درس دیا ہے۔

صدیق اکبر اور محبت سادات

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ آپ تعظیم کی درجہ سے اکثر اوقات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھوں پہ اٹھا لیا کرتے تھے۔

امام اعظم اور سادات

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب اہل بیت اطہار کی بہت ہی تعظیم فرماتے اور بہت سا مال ان پر خرچ فرماتے ایک دفعہ ایک سید صاحب کے لیے بارہ ہزار درہم ارسال فرمائے تحفۃ الاحباب میں لکھا ہے امام صاحب ان سادات کی جو ظالموں کے پنجہ استبداد میں گرفتار تھے۔ مخفی بہت کچھ امداد کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک سید صاحب کی آپ نے دو لاکھ درہم سے مخفی امداد فرمائی۔ آپ کی شہادت بھی محبت اہل بیت میں ہوئی ہے۔ آپ سادات کی تعظیم میں اس قدر مبالغہ فرماتے تھے کہ دن میں کئی بار اٹھتے اور بیٹھتے تھے۔ چونکہ لوگوں کو اس کا ظاہری حال معلوم نہ تھا۔ سبب دریافت کرنے پر جواب دیا کہ ان بچوں میں ایک بچہ سادات کرام کا ہے۔ میری نظر جب اس پر گزرتی ہے تو تعظیم کے لیے کھڑا ہوتا ہوں۔ اسی طرح صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب ان کے پاس کوئی بچہ یا بوڑھا سادات سے تشریف لاتا تو وہ تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا بیان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ بہت ہی جاہل شخص ہے جو اہلسنت وجماعت کو اہل بیت کا محب نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے۔ حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا شیعت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا کرنا شیعت ہے اور

صحابہ کرام سے بیزاری قابلِ مذمت و ملامت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَوْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیٌّ۔

اگر آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا شیعت ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

حضرت مجدد پاک اپنے اسی مکتوب ۳۶ کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو شعروں پر ختم کرتے ہیں۔

شیخ سعدی کا عقیدہ

الٰہی بحق بنی فاطمہ　　　　کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ!
اگر دعوتم رد کنی در قبول　　　　من و دست داماں آل رسول

یا الٰہی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کے صدقے مجھے ایمان پر خاتمے کی توفیق دے تو میری دعا کو چاہیئے رد کر دے یا قبول ہیں تو آلِ رسول کا دامن ہاتھ میں لیے تیرے حضور دعا کرتا ہوں۔

آپ نے علاوہ اقوالِ متقدمین کے اپنے مکتوبات شریفہ میں اہلِ بیت کی محبت سے سرشار احادیث بھی نقل فرمائیں جو بوجہ طوالت بیان نہیں کی جاسکتیں مکتوب نمبر ۳۶ میں فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہیں۔

محبت سادات اور مجدد الف ثانی

پس محبت حضرت امیر شرطِ تسنن آمد و آنکہ ایں محبت ندارد

از اہلسنت وجماعت خارج گشت و خارجی نام یافت ۱؎
پس اہل سنت وجماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے۔ جس شخص کا دِل اہلبیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہلِ سنت وجماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے ۱؎

امام شافعی اور محبت سادات

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول مکتوبات سے منقول گزر چکا ہے اس کے علاوہ آپ فرماتے ہیں۔

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم ۔۔۔ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظم القدر انکم ۔۔۔ من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

اے اہل بیت رسُول صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرض کر دی ہے آپ کے لئے اتنی عظمت کافی ہے کہ جو شخص آپ پر درود نہ پڑھے۔ اسکی نماز نہیں ہوتی۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخلوق میں سے کسی کو بھی اہلبیت کے ساتھ برابر مت کر کیونکہ اہلبیت ہی اہل سیادت (یعنی سرداری کے لائق) ان کی دشمنی خسران حقیقی ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔
(دار الاصداف الاشعرانی)

۱؎ مکتوب ۳۶ دفتر دوم، از حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ مسلک امام ربانی
۲؎ بحوالہ سوانح کربلا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ مولوی قلندر علی کو ہر روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوا کرتی تھی ایک روز انہوں نے سید کے بچے کو طمانچہ مارا تو اسی دن سے زیارت منقطع ہو گئی پھر وہ بہت معافیاں مانگتا رہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا (امداد المشتاق)

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محبت اہلبیت سرمایہ بقائے تصدیق ایمان ہے اور میرا کوئی عمل سوائے ان حضرات کی محبت کے وسیلہ نجات نہیں (ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی)

حضرت جنید کا محبت سادات سے بھرپور واقعہ

متقدین میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا واقعہ کچھ اس طرح کتب تاریخ میں ملتا ہے۔

حضرت جنید بغداد کا درباری پہلوان مملکت کی ناک کا بال تھا وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔ ڈیل ڈول اور قد و قامت کے لحاظ سے بھی وہ دیکھنے والوں کے لیے ایک تماشہ تھا۔ شخصیت کے رعب و دبدبہ کا یہ حال تھا کہ وقت کا بڑے سے بڑا جیوٹ بھی منظر ملانے کی تاب نہیں رکھتا تھا کمال فن کی غیر معمولی شہرت نقطہ انتہا پہ پہنچ گئی تھی۔ ساری مملکت میں کوئی مقابل و حریف نہیں رہ گیا تھا۔ اب جنید کا مصرف سوا اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ وہ خلیفہ بغداد کی شاہانہ سطوت کا ایک واضع نشان

تھا۔ دربار شاہی میں جنید کے لیے اعزاز کی ایک جگہ مخصوص تھی جہاں وہ بن سنور کر کلغی لگائے خلیفہ کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے کہ ایک چوبدار نے آکر اطلاع دی صحن کے دروازے پہ ایک لاغر و نیم جان شخص کھڑا ہے۔ صورت و شکل کی پراگندگی اور لباس و پیراہن کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے ضعف و نقاہت سے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ زمین پر کھڑا رہنا مشکل ہے۔ لیکن اس کی شکن سے فاتحانہ کردار کی شان ٹپکتی ہے۔ آج صبح سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو۔ میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ قلعہ کے پاسبان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات مت کرو۔ اس سے کشتی لڑنے کا خواب پاگل پن ہے لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام دربار شاہی تک پہنچایا جائے۔ خلیفہ نے حکم دیا اسے حاضر کیا جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد چوبدار اسے لے کر حاضر ہوئے وزیر نے دریافت کیا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو "جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں" اجنبی نے جواب دیا کیا تمہیں معلوم نہیں۔ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے زور آوروں کے ماتھے پر پسینہ آجاتا ہے۔ وزیر نے کہا مجھے سب کچھ معلوم ہے غیر متعلق بحثوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے مجھے اثبات و نفی میں جواب دیا جائے۔

خلیفۃ المسلمین کے اشارے پہ وزیر نے اہل دربار کی رائے طلب کی

سارا نشیب و فراز سمجھانے کے باوجود اگر یہ بضد ہے تو اس کا چیلنج قبول کر لیا جائے اہل دربار نے جواب دیا۔

خلیفہ وقت نے بھی اس قرارداد پہ اپنی مہر ثبت کر دی کشتی کے مقابلے کے لیے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کر دی گئی۔ ساری مملکت میں ہونے والے دنگل کا تہلکہ مچا ہوا تھا۔ شاہراہوں پہ بازاروں میں ہر جگہ یہی تذکرہ موضوع سخن بن گیا تھا۔ اب شام آگئی تھی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا ہے۔ اپنے زمانے کا مانا ہوا سورما جس نے بڑے بڑے زور آوروں کا غرور پلک جھپکتے خاک میں ملا دیا تھا آج ایک نحیف و نادار آدمی کے مقابلے میں وہ ہزار اندیشوں کا شکار ہو گیا تھا۔ دربار شاہی کے ناموس کے علاوہ اپنی عالمگیر شہرت کا سوال بار بار سامنے آرہا تھا۔

صبح ہوتے ہی بغداد کے سب سے وسیع میدان میں لاکھوں تماشائیوں کا ہجوم ہو چکا تھا۔ بمعہ بادشاہ سب آ چکے تھے مگر وہ اجنبی شخص ابھی میدان میں نہیں آیا تھا۔ جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ مجمع کو کافی دیر منتظر رہنا پڑا۔ جس کی وجہ سے وہ مجمع مضطرب ہو کر قابو سے باہر ہونے والا تھا۔ حضرت جنید کے حامیوں کی طرف سے بار بار یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ مسند خلافت سے کوئی فیصلہ کن اعلان کر کے مجمع کو منتشر کر دیا جائے۔ مقررہ وقت میں ابھی چند ہی لمحے باقی تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ وہ دیکھئے سامنے گرد اڑ رہی ہے ہو سکتا ہے۔ وہی شخص ہو اس آواز پہ سارا مجمع گرد کی طرف دیکھنے لگا۔ جب گرد صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک

نحیف و لاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے کانپتے چلا آرہا ہے ظاہری شکل و صورت دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ضعف و ناتوانی سے جس کے قدم زمین پر سیدھے نہیں پڑتے وہ جنید جیسے کوہ پیکر پہلوان سے کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔

حضرت جنید کے ہمنوا پورے طور پر مطمئن تھے کہ ابھی چند منٹ میں معلوم ہو جائے گا کہ اپنے وقت کی عظیم شخصیت کے ساتھ گستاخانہ جسارت کی سزا کتنی عبرتناک ہوتی ہے۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا۔ اعلان ہوتے ہی حضرت جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے۔ وہ اجنبی بھی کمر کس کر ایک کنارے میں کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشائیوں کے لیے بڑا حیرت انگیز منظر تھا۔ حضرت جنید کے سامنے وہ اجنبی شخص گرد راہ معلوم ہو رہا تھا۔ پھٹی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا۔ حضرت جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لیے پنجہ بڑھایا۔ اس اجنبی شخص نے دبی آواز سے کہا کان قریب لائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ نہ جانے اس آواز میں کیا سحر تھا کہ سنتے ہی حضرت جنید پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ کان قریب کرتے ہوئے فرمایا کہیے اجنبی کی آواز گلوگیر ہو گئی بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی۔ جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ زمانے کا ستایا ہوا ایک آلِ رسول ہوں۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ایک چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتے سے جنگل میں پڑا ہوا فاقوں سے نیم جان ہے۔ ہر روز صبح کو یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کرکے واپس لوٹوں گا۔ لیکن خاندانی غیرت کسی کے آگے منہ نہیں کھولنے دیتی گرتے

پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں تک پہنچا ہوں۔ شرم سے بھیک مانگنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ میں نے تمہیں صرف اس امید پر چیلنج دیا تھا کہ آلِ رسول کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے آج اس کی آبرو رکھ لو وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدانِ قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا۔ اجنبی شخص کے یہ چند جملے نشتر کی طرح جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے۔

تھوڑی دیر سوچا اور اپنے آپ سے کہا خوش نصیب کہ کل میدانِ محشر میں سرکار اپنے نواسوں کے زر خرید غلاموں کی قطار میں کھڑا ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید ٹھونک کر للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے پنجہ ملا کر گتھ گئے۔ سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے۔ سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں ساکت و خاموش نظر جمائے دیکھتا رہا۔ چند لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا۔ آنکھیں کھلیں تو جنید کے حامیوں کے نعرہ ہائے تحسین سے میدان گونج اٹھا۔ ہیبت سے دیکھنے والوں کی پلکیں جھپک گئیں لیکن دوسرے ہی لمحے حضرت جنید چاروں شانے چت تھے اور سینے پر سیدہ کا ایک نحیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔

حضرت جنید کی فاتحانہ زندگی کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس حیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لا سکیں۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ حیرت کا طلسم ٹوٹتے ہی مجمع نے نحیف و ناتواں سید کو گود میں اٹھا لیا۔ میدان کا فاتح اب سروں سے گذر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی۔

شام تک فتح کا جلوس سارے شہر میں گردش کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سیّد خلعت و انعامات لے کر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔ حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ اب کسی کو کوئی ہمدردی ان کی ذات سے نہیں رہ گئی تھی۔ ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گذر رہا تھا۔ عمر بھر مدح و ستائش کا خراج وصول کرنے والا آج زیرِ زمین نیچے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور و شادکام ہو رہا تھا۔ ہجوم ختم ہو جانے کے بعد خود ہی اٹھے اور شاہراہ عام سے گزرتے ہوئے اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے۔ رات ڈھل چکی تھی۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جنید جب اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے۔

”وعدہ کرتا ہوں کل قیامت کے روز نانا جان سے کہکر تمہارے سر پہ فتح کی دستار بندھواؤں گا۔“

اسی سوچ میں گم تھے کہ حضرت جنید کی پرنم آنکھوں پہ نیند کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ خاکدان گیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہنچ گئے۔ دیکھا بغداد کی زمین جھومنے لگی۔ بہاروں نے پھول برسائے۔ صبا نے خوشبو اڑائی۔ سحر نے اجالا کیا۔

۔صبا نے خوشبو اڑائی۔ سحر نے اجالا کیا۔ رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چپہ چپہ روشن ہو گیا۔ طلعت جمال سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ دل کیف و سرور میں ڈوب گیا۔ در و دیوار شجر و حجر کو زبان مل گئی

اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے نغموں سے فضا گونج اٹھی عالم بے خودی میں حضرت جنید سلطان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر پڑے۔ سرکار نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔ جنید! اٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا نظارہ کرلو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لیے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔ سر اٹھاؤ تمہارے لیے فتح و کرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تمہیں عرفان و تقرب کے سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا۔ بارگاہ یزدانی سے گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز تمہیں مبارک ہو۔ ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جنید کو سینے سے لگا لیا خواب کی بات باد صبا نے گھر گھر پہنچا دی تھی۔ طلوع سحر سے پہلے ہی سے حضرت جنید کے دروازے پہ درویشوں کی بھیڑ لگ گئی تھی۔ جونہی باہر تشریف لائے۔ خراج عقیدت سے ہزاروں گردنیں جھک گئی خلیفہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت و پشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک بار نظر اٹھائی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی گروہ اولیاء کی سروری کا تاج مبارک ہو۔ منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف و نزار آل رسول فرط خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا سید الطائفہ کو مبارک باد سے گونج اٹھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

لہ زلف و زنجیر ص۸۰ ارشد القادری

علامہ فخر الدین اور محبت سادات کا واقعہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم بزرگ حضرت علامہ محمد فخر الدین ملقب بہ محب النبی خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ جب احمد شاہ درانی کا تسلط ہوا تو ایک افغانی نے کسی سیدزادی پہ قبضہ کر لیا اور قید کر دیا۔ ہر چند اس نے اپنی رہائی کی کوشش کی مگر بے سود۔ حضرت خواجہ فخر الدین کو جب یہ خبر پہنچی آپ وہاں تشریف لے گئے۔ حقوق سادات کرام اس پہ واضح کیے۔ مگر افغانی نے کوئی توجہ نہ دی۔ آپ واپس گھر تشریف لے گئے۔ اپنی اہلیہ محترمہ کو ساتھ لیا پھر وہاں پہنچے۔ فرمایا اس سیدزادی کے عوض میری اہلیہ کو لے لیں اور اسے رہا کر دیں تاکہ رسول اللہ کے حضور میں سرخروئی حاصل کر سکوں۔ وہ افغانی اس خلوص اور حسنِ عقیدت کو دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور سیدہ کو رہا کر دیا۔

شیخ امان اللہ پانی پتی اور سادات

شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک درویشی دو چیزوں میں ہے ایک خوش اخلاقی اور دوسری محبت اہلبیت اور محبت کا کامل درجہ یہ ہے کہ محبوب کے متعلقین سے بھی محبت کی جائے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سادات

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ کل اہلبیت کی محبت ہر مسلمان مرد و عورت پہ فرض ہے بلکہ ارکانِ ایمان میں داخل اور تصانیف فضائل

اہل بیت میں کل کل بھی اور فرادٰی فرادٰی بھی مشغول رہے ہیں اور مناقب ان کے روایت کئے ہیں۔ یہ اہلِ سنت ہی ہیں کہ ہمیشہ مددگار اہلبیت کے رہے اور ہر نماز میں ان پہ درود بھیجتے ہیں اور تمامی اہل بیت سے ہر ایک کے ساتھ سلیم القلب رہتے ہیں۔ جمیع اہل بیت کا سوائے اہلسنت کے کوئی محب و مددگار نہیں ہے اور اشارہ حدیث نبوی

یعنی چھوڑتا ہوں میں تم میں دو چیزیں بڑے وزن و وقار والی کہ وہ کتاب اللہ ہے یعنی قرآن مجید اور اولاد اپنی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض قرآن پہ ایمان اور بعض پہ کفر فائدہ نہیں بخشتا ہے۔ اسی طرح اعتقاد و محبت بعض اہلِ بیت کی اور لعن طعن بعض کی کچھ ثمرہ آخرت میں نہ دے گی جیسا سارے قرآن عظیم پر ایمان لانا چاہئے۔ ویسا ہی تمام اہل بیت کا دوست ہونا چاہیئے ا؎

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور سادات

تین قسم کے لوگوں کا مجھے بڑا خیال رہتا ہے (۱) طالب علم اور وہ آدمی کہ بصورت فقیر درویش ہو (۲) جو کوئی عمر میں اپنے سے بڑا ہو اکثر ان میں صادق ہوتے ہیں ان سے خدمت لینا مجھے بہت شاق ہے (۳) سیّد

سیّد حسین شاہ حموی اور سادات

شمائم امدادیہ ص ۶۱

حضرت سلطان الاولیاء سید السادات پیر سید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایۂ ناز تصنیف مفتاح العارفین میں تحریر فرماتے ہیں۔

بطخ کے بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں از خود تیرنا شروع کر دیتے ہیں تیرنا ان کو آجاتا ہے انہیں تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح صحیح النسب فاطمی سادات کی جب آنکھیں کھلتی ہیں تو کمالات و خصائص ان میں وراثۃً منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس کو مثال سے بھی واضح کیا جا سکتا ہے کہ اگر ایک درخت میں دو پھل لگے ہوں تو ہر آدمی یہی کہے گا کہ درخت پر پھل لگے ہیں حالانکہ پھل ٹہنیوں میں ہوتے ہیں اسی طرح شجر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھل ہیں الاشیاء یرجع الیٰ اصلہٖ جن کے متعلق حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں۔ اہل بیت پاک سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہستیاں ہیں کہ ان کے لیے پاکی ازلی ان کی ذات کے واسطے مخصوص ہے اور ان میں ہر ایک طریقت میں کامل اور مشائخ طریقت کے امام ہیں۔ عام اس سے کہ عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے ہے

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کا خون وہ خون ہے کہ

تاثیر خون مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابی امامہ سے بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب جنگ احد میں کسی بدبخت کے پتھر پھینکنے سے حضور کے دندان مبارک ٹوٹ گئے تو آپ کے

اطراف لب سے جو خون بہا وہ ابوسعید خدری کے والد مالک بن سنان نے چوس لیا تو آپ نے فرمایا جس کے خون میں میرا خون مل جائے گا۔ اسے نارِ جہنم نہیں چھوئے گی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے زخم کو مالک بن سنان نے اس قدر چوسا کہ وہ جگہ سفید ہوگئی۔ وہ جب چوستا تو آپ فرماتے اسے پھینک دے۔ مگر وہ کہتا کہ بخدا میں آپ کے خون پاک کو زمین پر نہیں پھینکوں گا اور نگلتا ہی گیا تو آپ نے فرمایا جو چاہے کہ دنیا میں کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ حدیث مذکورہ کے جملہ "جس کے خون میں میرا خون مل جائے اسے نارِ جہنم نہیں چھوئے گی" کو بار بار پڑھیے اور پھر ساداتِ کرام کی عز وشان کا اندازہ لگائیے

ٹھوکروں کے سوا اور پائے گا کیا جس کی منزل کا کوئی نہ ہو رہنما
اپنے مقصد کو ہرگز نہ پہنچے گا وہ جس کو آلِ نبی کا سہارا نہیں

مفتی احمد یار خاں کا ایمان افروز بیان

حکیم الامت محسنِ اہل سنت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے سید المرسلین۔ یہ حضرات اُنکی اولاد میں سے ہیں تو رسولوں کے سردار کی اولاد بھی مسلمانوں کی سردار کہلاتی ہے۔ سبحان اللہ۔ حضور نبیوں کے سردار، حضرت علی شیرِ خدا ولیوں کے سردار، حضرت فاطمۃ زہرا مسلمان بیبیوں کی سردار، حضرات حسنین شہیدوں کے سردار۔ سرداری ان پہ عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ غرضیکہ اللہ کے

پیاروں کو اللہ نے خود سیّد فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سیّد فرمایا

محبت ہے فرض ان کی کفران کی عداوت ہے
احسان عام ہے خلقت پہ ان کے فیض ونعمت کا
ذکر اللہ کے بعد ان کا ذکر سب سے مقدم ہے
نشان کل امتوں میں اونچا ہے انکی فضیلت کا

حدیث

امام احمد و ذہبی وغیرہ محدثین نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جبرائیل امین نے فرمایا میں نے زمین کے مشارق و مغارب الٹ ڈالے کوئی شخص حضور پرنور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا اور میں نے زمین کے مشارق و مغارب الٹ ڈالے بنی ہاشم سے بڑھ کر کسی باپ کی اولاد افضل نہ پائی۔

حضرت سیّد نعیم الدین مراد آبادی کا عقیدہ

حضرت صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی محبت آباؤ اجداد، انبیاء واولیاء، اولاد عزیز و اقارب، دوست احباب مال و دولت، مسکن وطن سب چیزوں کی محبت سے اور خود اپنی جان کی محبت سے زیادہ عزیز ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد اللہ و رسُول کے ساتھ رابطہ عقیدت و محبت نہ رکھتے ہوں تو ان سے دوستی و محبت رکھنا جائز نہیں اور یقیناً ان حضرات رسادات کرام) کی محبت سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ متاخرین میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ عالم ہیں کہ نہ صرف ان کے دور میں بلکہ ان سے پہلے بھی تحقیق و تدقیق، تبحر علمی اور کثرت تصانیف کے لحاظ سے بلاشبہ نادر روزگار بزرگ تھے اور جامعیت علوم میں کوئی بھی عالم آپ کے مدمقابل نہیں ٹھہر سکتا تھا ایک اندازے کے مطابق فاضل بریلوی نے ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جو تفسیر حدیث اصول حدیث، عقائد و کلام، فقہ و اصول فقہ، لغت فقہ، فرائض تجوید، تنقیدات، تصوف، اذکار، تعبیر، اخلاق، تاریخ، مناقب فضائل۔ سیر۔ ادب، نحو، لغت، عروض، توقیت، نجوم، حساب جفر، فلسفہ، منطق وغیرہ ایسے علوم پر مشتمل ہیں۔ اس وجہ سے اکثر اہل سنت وجماعت حضرات یہ کہتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔

اہل سنت کے رہنما ابوحنیفہ و رضا

✻ نیز ✻

تیری شان عالمانہ نے یہ ثابت کر دیا ؎ تجھ کو زیبا ہے امامت یا سیدی احمد رضا

؎ حق سمجھایا۔ حق فرمایا۔ حق کے علاوہ سب ٹھکرایا

حق کی رفعت، حق کی عظمت حق کی نصرت اعلیٰ حضرت

باایں ہمہ علم و بزرگی سادات کرام کی تعظیم و توقیر جنون کی حد تک کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اکرام سادات

مولانا عبیداللہ خاں رضوی اعظمی آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

یہ محبت رسول ہی کا اثر ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے نسبتی تعلق رکھنے والے اشخاص یعنی سادات کا بے پناہ احترام اور محبت فرماتے اور اس بات میں آپ سن وسال، قدوقامت، عالم وجاہل، امیرو غریب اور نیک وبد کا امتیاز رکھ کر حسن سلوک نہ فرماتے بلکہ رشتہ خون کا لحاظ کرتے ہوئے سبھی کے ساتھ نیازمندی کا رویہ رکھتے ۱؎

خود تحریر فرماتے ہیں حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا سیّدی کہہ کر پکارتے شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تو آپ ہیں۔ میں نے عرض کی۔ میں سیدوں کا غلام ہوں۔ فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مولی القوم منہم" قوم کا آزاد شدہ غلام انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی محبت اور ان کے صدقے میں آفات دنیا وعذاب قبر وعذاب حشر میں کامل آزادی فرمائے ۲؎ آمین

محبت سادات سے سرشار واقعہ

امام اہلسنّت کی سواری کے لیے پالکی دروازے پر لگادی گئی تھی سینکڑوں مشتاقان دید انتظار میں کھڑے تھے۔ وضو سے فارغ ہوکر کپڑے زیب تن فرمائے۔ عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ چہرہ انور سے فضل وتقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اٹھائی آگے پیچھے دائیں بائیں نیازمندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔ پالکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام اہلسنت نے آواز دی "پالکی روک دو" حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی۔ اضطراب کی حالت میں باہر

تشریف لائے کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسُول تو نہیں ہے ؟

اپنے جدِ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتائیے میرے ایمان کا ذوق لطیف "تن جاناں" کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔

اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی آواز سے کہا " مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات پات نہیں پوچھی جاتی۔

چند مہینے سے آپ کے شہر میں آیا ہوں کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کیا ہے۔ ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصّے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔ ابھی اس کی بات تمام بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالمِ اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں میں رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا " معزز شہزادے میری گستاخی معاف کر دو۔ لاعلمی پہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔ ہائے غضب ہو گیا۔ جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی۔ قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔

یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد

امام اہلسنّت نے پھر اپنی آخری التجائے شوق پیش کی۔ چونکہ راہ عشق میں خونِ جگر سے زیادہ وجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہو گا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور اسے میں اپنے کاندھے پر اٹھاؤں۔

اس التجا پر لوگوں کے دل دہل گئے۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشقِ جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہل سنّت کا امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا اعزاز خوشنودی حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور پر نثار کر رہا تھا۔

شوکتِ عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے کدورتوں کا غبار چھٹ گیا غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی ماننا پڑا کہ آلِ رسُول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت و اخلاص کا یہ عالم ہے رسُول کے ساتھ اسکی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے لے

اعلیٰحضرت کا بصیرت افروز فتویٰ

اب اعلیٰحضرت کا وہ بصیرت افروز جواب پیش کیا جاتا ہے جو کسی سائل نے پوچھا کہ حضور کسی سید زادے کو استاد "تادیباً" مار سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد فرمایا۔ قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا۔ مگر اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت

نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے۔ "تا بہ معلم چہ رسد" ۱؎

واقعہ حج اور توقیر سادات

اگر کوئی شخص آلِ نبی سے محتاج ہو تو اکرام آلِ رسول حج نفل سے افضل ہے اور اس مال کو جو حج نفل کے لیے جمع کیا ہو وہ سب کا سب اس کے حوالے کر دے۔ شامی نے اس مسئلے کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ایک شخص بارادہ حج بیت اللہ ہزار دینار لے کر روانہ ہوا اسے راستے میں ایک عورت ملی اس نے کہا میں رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے خاندان سے ہوں اور مجھے ایک ضرورت درپیش ہے پس اس نے اپنا تمام مال اس خاتون کے سپرد کر دیا اور حج کا جانا ملتوی کر دیا۔ جب اس کے شہر کے حجاج واپس آئے تو سب نے اسے بایں الفاظ مبارک باد دی تقبل اللہ منک خدا تعالیٰ تیرا حج قبول فرمائے۔ وہ ان کی دعا سے متعجب ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے رات کو سو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ کیا تو حجاج کے "تقبل اللہ منک" سے متعجب ہوا ہے۔ اس نے عرض کی ہاں یا رسُولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضور نے فرمایا کہ تو نے میری اہلِ بیت کی مضطر خاتون کا اکرام کیا ہے

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور اس سال بھی اس نے حج کیا ہے۔ لوگوں نے فرشتہ کو تیری صورت میں دیکھ کر دعا دی ہے پھر لکھا ہے کہ ناظرین ذرا غور کریں کہ بوجہ اکرام آلِ نبی کس مرتبہ پہ فائز ہوا اگر وہ ایک حج نہیں بلکہ کئی حج بھی کرتا تو وہ اس درجہ پہ فائز نہ ہوتا (شامی باب الحج)

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کی تحریر

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

بعض روائتوں میں آیا ہے کہ جو کلمات آدم صفی اللہ نے دربارِ خداوندی سے سیکھے تھے اور ان کی توبہ و مغفرت کا ذریعہ ہوئے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ ترجمہ: پس سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں۔ پس رجوع کیا اس پہ وہ کلمات یہ تھے الٰہی بحرمت محمد و آلہٖ غفرلی اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم کی آل کے واسطہ سے انبیاء عظام نے دربارِ خداوندی میں دعائیں کی ہیں۔

آل پاک کی محبت اور دوستی کو سرمایہ ایمان سمجھنا اہلِ حق کا شیوہ ہے اور یقیناً جو ان سے محبت کرے گا۔ وہ ان کے اکرام و انعام سے محروم نہیں رہے گا۔

حضرت علی کا دوستی سے متعلق بیان

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں :-

اِنَّ اَخَاکَ الْحَقَّ مَنْ کَانَ مَعَکَ
وَمَنْ یَضُرُّ نَفْسَہٗ لِیَنْفَعَکَ
وَمَنْ اِذَا رَیْبُ الزَّمَانِ صَدَّعَکَ
شَتَّتَ فِیْکَ شَمْلَہٗ لِیَجْمَعَکَ

بے شک سچا دوست وہ ہے جو تیرے ساتھ ہو اور وہ کہ تیری نفع رسانی کے لیے اپنے نفس کو تکلیف دے اور وہ کہ جب زمانے کے حوادث تجھے صدمہ پہنچائیں تو تیری جمعیت کی خاطر اپنی جمعیت کو پراگندہ کرے۔

یقیناً ان ارشادات کا حامل کنبہ حضور سرور دو جہاں ہے جن کی رفاقت زینت کا باعث ہے۔ جن کی خدمت خود اپنی حفاظت کرنے کے مترادف ہے اور جن سے محبت اللہ رسول سے محبت ہے اور جن سے بغض اللہ رسول سے بغض ہے۔ ؎

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

واضح ہو کہ جس طرح حضور کی بیویاں تمام جہانوں کی بیویوں سے افضل۔ حضور کا شہر تمام شہروں سے افضل، حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے افضل، حضور کی امت تمام نبیوں کی امتوں سے افضل

حضور کا کلام تمام نبیوں کے کلاموں سے افضل کہ "کلام الملک ملک الکلام"[1] اسی قاعدہ دکلیہ کے تحت حضور کا نسب شریف بھی تمام خاندانوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

یاد رہے کہ پچھلے صفحات میں سادات کرام کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں وہ ان کے ہیں۔ جو صحیح النسب سیّد ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا سے لے کر ان کی نسل میں کوئی غیر سیّد نہ آیا ہو اس زمانہ میں نقلی سیّد بھی بن گئے ہیں۔ یہ سخت حرام اور شدید ترین جرم ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس غلام پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے کو غیر مولیٰ کی طرف نسبت کرے اور اس شخص پر لعنت فرمائی جو اپنے کو غیر خاندان سے منسوب کرے۔

حضرت علی شیر خدا کی وہی اولاد سیّد ہے جو حضرت فاطمہ سے ہے حضرت علی کی وہ اولاد جو دوسری بیویوں سے ہے ان کے یہ فضائل نہیں ہیں۔

علاوہ ازیں سیّد وہ ہوگا جس کا باپ سیّد ہو اگر ماں سیّد ہو اور باپ غیر سیّد ہو تو وہ سیّد نہیں ہے نہ ہی اس پر سیّدوں کے احکام وارد ہیں۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ سیّد حضرات کوئی عمل نہ کریں۔ محض خاندانی شرافت ہی ان کے لیے کافی ہے۔ بلکہ سیّد حضرات کو دوسرے خاندان کے لوگوں سے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنا چاہیں کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ فرمان رحمان ہے۔

---

[1] بادشاہ کا کلام، کلاموں کا بادشاہ

امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب خنجر کے نیچے بھی نماز نہیں چھوڑی تو تعجب کی بات ہے کہ اولاد حسین رضی اللہ عنہ بلا وجہ نماز چھوڑے۔ سید حضرات کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے اسلاف کی راہ کو چھوڑیں۔

وَمَنْ یَتْرُكُ الآثار قَدْ ضَلَّ سَعْیُہٗ

وَھَلْ یَتْرُكُ الآثار من کَانَ سَیِّدا

جو شخص آثار اسلاف کو چھوڑ دیتا ہے اس کی کوشش رائیگاں جاتی ہے۔ سید کا کام نہیں کہ اپنے اسلاف کے قدم بہ قدم نہ چلے۔

اعدائے سادات کو تنبیہ

آخر میں ان حضرات سے متوقع ہوں کہ جو محض ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان مقدسہ سے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیات، احادیث، اقوال علماء اور احوال و اعمال اولیاء کو پیش نظر رکھ کر بہ صدق قلب ان کی تعظیم و توقیر کو مشعل راہ بنائیں۔

بغض سادات کی بیماری میں بعض وہ حضرات بھی مبتلا نظر آتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو بڑے بڑے علامہ فہامہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ جبہ و دستار کی آڑ میں عامۃ المسلمین کو گمراہ کر رہے ہیں ؎

وارثان منبر و محراب سے کیسے کہوں

آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیے!

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دوست تین قسم کے

ہوتے ہیں (۱) اپنا دوست (۲) اپنے دوست کا دوست (۳) اپنے دشمن کا دشمن۔ اس قول کو مشعل راہ بنائیں اور دیکھیں کہ بہ تقاضائے محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم سادات کرام کی محبت واجب نہیں لیکن وہ کس طرح تسلیم کرلیں جبکہ

ے
رات مے خانے میں کٹی دن حرم کے صحن میں
دو غلے پن پہ ہے دستارِ فضیلت کا مدار

حدیث:۔

لِكُلِّ شَيْءٍ اٰفَةٌ وَّاٰفَةُ الْعِلْمِ الطَّمَعُ ہر شے کی آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے۔ ان کے لیے باعث عبرت ہے۔ لیکن ان بے چاروں کا کوئی قصور نہیں۔ وہ بے گناہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ كُلُّ اِنَاءٍ يَّتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ جو برتن میں ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔ وہ بے چارے مجبور ہیں۔

لیکن یاد رکھو فرمانِ خداوندی ؛

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ؏

اسی قرآنی آیت سے اکتفا کرتے ہوئے اللہ کریم کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ کریم سادات کرام کی صحیح غلامی نصیب فرمائے ان کی وساطت سے گناہ صغیرہ کبیرہ معاف فرمائے اور رب تعالیٰ اسے قبول فرما کر توشہ آخرت بنائے اور ولی نعمت مرشدی و مولائی حضور نقیب اعظم لجپال اولادِ غوث اعظم السید محمد انور شاہ صاحب القادری البغدادی، الرزاقی کا سایہ تادیر قائم رکھے اور ان کے فیوض و برکات

سے تمام اہلسنت وجماعت کو مستفیض ومستفید فرمائے۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِي تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ

لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

◎

۱

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، سرِّ یزدانی، غوثِ صمدانی میراں محیّ الدین سلطان الشیخ السیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب، فضائل اور محاسن کا احاطہ تحریر میں لانا نہ صرف مشکل ترین بلکہ ناممکن ہے آپ نجیب الطرفین سیّد۔ اولیاء کے سردار، اصفیاء کے سلطان، فقراء کے لیے فخر، صلحا کے لیے سند، زہاد کے لیے حجت عارفوں کے بادشاہ، عشاق کے سرتاج، ابرار کے سردار اور واصلین کی جان ہیں۔ ان کے متعلق تحریر کرنا تو علماء کا ہی حصہ ہے۔ مجھ جیسا نحیف و نزار شخص ؎

ان کے سامنے دعویٰ ہستی رضا
یہ کیا بکے جاتے ہیں ہر بار ہم

کا مصداق ہے۔

لیکن چونکہ ان کے در کے ٹکڑے ہمارے لیے تاج شاہاں سے اعلیٰ و افضل ہیں اور انہیں ٹکڑوں پر جب ہمارا گذارہ ہو رہا ہے اور دستور زمانہ ہے کہ "جس کا کھائے اس کی گائے" تو پھر ہم کیوں نہ ان کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول چڑھائیں جبکہ وہ خود اپنے مریدوں کو مژدہ جانفزا سے سرفراز فرماتے ہیں ؎

مریدی لا تخف واش فانی
عزوم قاتل عند القتال

ان کی بارگاہ عالیہ میں گلہائے نیازمندی جہاں بڑے بڑے اولیاء اور اصفیاء نے پیش کئے ہیں وہاں میرے جیسا عامی اپنے عجز کا اقرار ہی خوشحالی دارین کا سبب سمجھتا ہے لیکن صرف اس امید پہ کہ آقا کے نام لیوا غلاموں میں نام آجائے تو زہے نصیب۔

ہر کہ بدرگاہ تو آمد محروم نہ رفت

حضور سیدنا محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بڑی بڑی جامع اور مستند کتب تحریر کی گئی ہیں آپ کی کرامات، عادات، معمولات، عبادات وغیرہ زبان زد عام ہیں اس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ صرف ان حالات و واقعات کو زیر تحریر لایا جائے۔ جن سے کم لوگوں کو آگاہی ہے۔ اس میں وہ واقعات بھی تفصیلاً بیان نہیں ہو سکے۔ مگر تبرکاً ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے ؎

غوث اعظم قبول فرمائند — از من بندہ خستہ و دل ریش
جز ازیں نیست چیزے کہ دردست — برگ سبز است تحفہ درویش

حضرت سلطان باہو کا بیان

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دونوں جہاں کی کنجی ظاہر اور باطن ان کا مرتبہ ہے جو ان کے مراتب کا زندگی اور موت میں دعویٰ کرے کاذب اور دروغ ہے کہ شاہ محی الدین میرا پیر دنیا اور دین زندہ جان ہے میری جان اور جان سے نزدیک ہے

جو کوئی نزدیک تر پیر کو جان سے نہ سمجھے اس کو مرید نہیں ۔ کہہ سکتے پریشان ہے اور قدم حضرت کا شریعت پر ہے کہ شریعت میں ایک حرف ہے اور اس حرف سے حضرت پیر کو تمام شرف ہے ۔ وہ حرف "ب" ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی اور ب سے بناتے اسلام ہے اور بنائے اسلام میں مسلمانی تمام ہے آپ کی کبنی ہمیشہ تک نہ گم ہو گی [1]

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں نقطہ "ب" کی مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیے ۔

قابل غور حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایک رات صبح ہونے تک تھا ۔ بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی شرح و تفصیل فرماتے رہے ۔ ان کے آگے میں نے خود کو ایسا پایا جیسے بڑے سمندر کے آگے قطرہ

حضرت بندہ نواز کی وضاحت

نیز حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ اگر بسم اللہ کے ب کے نقطہ کی جلالت عرش پر آجائے یا آسمانوں یا زمینوں پر تو یہ سب حال و کیفیت سے یعنی اسی وقت پگھل جائیں ۔ خواجہ

---

[1]

شبلی علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ
اَنَا نقطہ باء بسم اللہ (میں بسم اللہ کی ب کا نقطہ ہوں)
اس کی وضاحت قرآنی آیت کی شکل میں کچھ اس طرح ہے کہ
لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا
من خشیۃ اللہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پہ اتارتے تو تم دیکھ لیتے کہ یہ اللہ
کی خشیت وہیبت سے کانپ اٹھتے۔
اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّی فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پہ ڈالوں تو وہ پس کر ریت جیسے باریک ہو جائیں اور دکھائی نہ دیں۔
اس بیان کی تائید محمد بن یحییٰ التادفی کے بقول اس طرح ہے کہ شیخ عبداللہ نجار نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گزرا کرتی تھیں اگر وہ پہاڑ پہ گزرتیں تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

ولادت باسعادت

حضور سید نا محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ بغداد میں گذارا اور وہیں پر شنبہ کی رات کو بتاریخ ہشتم ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں آپ نے وفات پائی اور دوسری شام کو اپنے مدرسہ میں جو بغداد

باب الازج میں واقع تھا۔ مدفون ہوئے۔

آپ کے مناقب، فضائل اور اوصاف حمیدہ کا مکمل بیان ناممکن ہے۔ تبرکاً ذیل میں کچھ درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم اور خضر علیہ السلام

آپ کے خادم خطاب نے بیان کیا ہے کہ آپ ایک روز لوگوں سے ہمکلام تھے آپ اثنائے وعظ میں اٹھ کر ہوا میں چند قدم چلے اور آپ نے فرمایا کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ آپ ٹھہر کر محمدی کا کلام بھی سنیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیسا واقعہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام یہاں سے گذر رہے تھے تو میں انہیں اپنا کلام سنانے کے لیے ٹھہرانے گیا تھا تو آپ ٹھہر گئے۔

حضور غوث اعظم کا فرمان

آپ نے فرمایا کہ شمس طلوع نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ مجھے سلام کرتا ہوا نکلتا ہے اور اسی طرح سے سال اور مہینے مجھے سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ نیک بخت و بدبخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری نظر لوح محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگا رہا ہوں میں نائب رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ بتمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم ہوں۔ میں نے کوئی قدم نہیں

اٹھایا۔ مگر یہ کہ وہاں پر بجز اقدام نبوت کے یں نے اپنا قدم رکھا۔ میں ملائکہ و انس و جن کل کا پیشوا ہوں۔

وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ایک ولی میرے قدم بہ قدم ہے اور میں پیغمبر خدا کے قدم پہ ہوں جو بدر کمال ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے اثنائے وعظ میں فرمایا جب خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو مجھے وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرو اور اے کل روئے زمین کے باشندو! آ کر میرے پاس آکر مجھ سے علم طریقت حاصل کر لو اور اے اہل عراق میرے نزدیک احوال اس طرح سے ہیں کہ جس طرح گھر میں لباس سنگھے رہتے ہیں کہ جسے چاہو اتار کر پہن لو۔ تو تمہیں چاہیئے کہ تم سلامتی اختیار کرو۔ ورنہ میں تم پر ایک ایسے لشکر کے ساتھ چڑھائی کروں گا کہ جس کو تم کسی طرح بھی دفعہ نہ کر سکو گے۔ اے فرزند تم سفر کرو۔ گو ایک ہزار سال کا سفر کیوں نہ ہو۔ مگر وہاں بھی تم میری آواز سنو گے۔ اے فرزند ولایت کے مدارج یہاں سے یہاں تک نہیں۔ مجھے کئی دفعہ خلعتیں عطا کی گئیں ہیں اور تمام انبیاء و اولیاء میری مجلس میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ زندہ اپنے جسموں سے اور مردہ اپنے روحوں سے اے فرزند تم قبر میں منکر نکیر سے میرا حال پوچھنا تو وہ میری خبر دیں گے ۔ سچ ہے

غوث اعظم محمد کا محبوب ہے غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے

نصرانی کو مرتبہ ابدال پہ فائز فرمانا

شیخ ابوالحسن المعروف بابن السطنط البغدادی بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر آپ سے تحصیل علم کرتا تھا تو اس وقت آپ ہی کا کوئی کام کرنے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ۵۵۳ھ کا واقعہ ہے کہ ایک شب کو آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ میں آپ کی خدمت میں آفتابہ بھر کر لایا۔ مگر آپ نے نہیں لیا اور سیدھے آپ مدرسہ میں تشریف لائے۔ مدرسہ کا دروازہ آپ ہی سے کھلا اور پھر آپ سے ہی بند ہوگیا۔ آپ باہر نکلے میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ اس کے بعد آپ بغداد کے دروازے پر پہنچے۔ یہ دروازہ بھی آپ سے ہی کھلا اور آپ سے ہی بند ہوگیا۔ اس کے بعد ہم ایک شہر میں پہنچے۔ جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس میں پہنچ کر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ آپ کے مسافر خانے سے شبیہ تھا اس مکان میں چھ اشخاص تھے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ ذرا آگے چلے گئے اور میں ایک کھنبے کے پاس ٹھہر گیا یہاں سے میں نے نہایت پست آواز سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی۔ کچھ منٹ بعد یہ آہٹ بند ہوگئی۔ اس کے بعد جہاں سے کہ یہ آہٹ سنائی دیتی تھی ایک آدمی اس طرف گیا اور وہاں سے ایک شخص کو اپنے کندھے پر اٹھا لایا اس کے بعد ایک اور شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں۔ سر برہنہ تھا آیا اور آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کو کلمہ شہادت تین دفعہ پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں اور اس کو ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا اور ان اشخاص سے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا

ان سب نے کہا سَمْعًا وَّطَاعَۃً (بسروچشم) پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ ہم تھوڑی دور چلے تھے کہ بغداد کے دروازے پہ آن پہنچے جس طرح سے کہ پہلی دفعہ دروازہ کھلا تھا۔ اسی طرح کھلا اور بند ہوگیا اس کے بعد آپ مدرسہ تشریف لائے اور مکان میں چلے گئے۔ جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا تو میں نے آپ کو قسم دلا کر پوچھا کہ کیا واقعہ تھا آپ نے فرمایا یہ جو شہر تم نے دیکھا یہ نہاوند تھا اور وہ چھ اشخاص ابدال واوتار سے تھے اور ساتویں شخص کہ جن کی آہٹ سنائی دیتی تھی یہ بھی انہیں میں سے تھے اور اس وقت وہ وفات پانے والے تھے اس لیے میں ان کے پاس گیا اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھایا وہ نصرانی اور قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا۔ مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص اس کا قائم مقام ہوگا اس لیے وہ میرے پاس لایا گیا اور اس نے اسلام قبول کیا۔ اب وہ ابدال واوتار سے ہے اور جو شخص کہ اپنے کندھوں پہ ایک شخص کو لایا تھا وہ ابوالعباس خضر علیہ السلام تھے آپ اسے لے کر آئے تھے تاکہ وہ متوفی کا قائم مقام بنایا جائے۔ یہ بیان فرمانے کے بعد آپ نے مجھ سے اس بات کا عہد لے لیا کہ میں آپ کی زندگی تک اس واقعہ کو کسی سے بیان نہ کروں اور فرمایا کہ تم میری زندگی میں کسی راز کا بھی افشار نہ کرنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

سیّدہ عائشہ کا دودھ پینا

آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گودِ مبارک میں ہوں اور آپ کی دائیں جانب کا دودھ پی رہا ہوں۔ پھر آپ نے مجھے اپنی بائیں جانب کا دودھ بھی پلایا اتنے میں جناب سرورِ کائنات تشریف لائے اور فرمایا عائشہ درحقیقت یہ ہمارا فرزند ہے لے

اموات کی قبل از وقت خبر دینا:۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رقمطراز ہیں :۔

ہمیں خبر دی شیخ ابوالفتح داؤد ابن ابی المعالی نصر ابن شیخ ابی الحسن علی ابن شیخ ابی المجد مبارک ابن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے کہا میں نے اپنے دادا ابوالمجد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر نہر خالص پر تھا۔ تو میرے دل میں خطرہ گذرہ کہ کاش میں حضور کی کچھ کرامت دیکھتا تو حضور نے مسکراتے ہوئے میری طرف التفات فرمایا۔ عنقریب پانچ شخص ہمارے پاس آئیں گے۔ ان میں سے ایک گورا سرخ رنگ والا اس کے سیدھے رخسار پر تل ہے اس کی عمر کے نو مہینے باقی ہیں پھر اسے بطائح میں شیر پھاڑ ڈالے گا۔ پھر وہیں سے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اور دوسرا عراقی سرخ سفید کانا لنگڑا ہمارے پاس ایک مہینہ مریض رہے گا۔ پھر مرجائے گا اور ایک مصری گندم گوں اس کے

بائیں ہاتھ میں چھ انگلیاں ہوں گی۔ بائیں ران میں نیزہ کا زخم ہوگا۔ جو اسے تیس برس سے پہنچا ہوگا۔ ہندوستان میں بحالت تجارت بعد تیس برس کے مرے گا اور ایک شامی گندمی انگلیوں پر گٹ پڑا ہوا وہ زمین حریم میں تیرے گھر کے دروازے پر مرے گا بعد سات برس تین مہینے سات دن کے، اور ایک عینی گورا وہ نصرانی ہے اس کے لباس کے نیچے زنّار ہے اپنے ملک سے تیس برس ہوئے نکلا اور اس نے کسی کو نہ بتایا تاکہ مسلمانوں کی جانچ کرے کہ کون اس کا اظہار حال کرتا ہے اور یقیناً عجمی نے بھنا ہوا گوشت چاہا اور عراقی نے بط چاول کے ساتھ اور شامی نے سیب اور یمنی نے انڈا برشت چاہا اور کسی نے اپنی خواہش دوسرے کو نہ بتائی اور عنقریب ہمارے پاس ان کے کھانے اور ان کی خواہشات بکثرت ہر جگہ سے ہمارے پاس آئیں گی۔ واللّٰہ الحمد ابوالمجد نے فرمایا کہ خدا کی قسم ذرا دیر نہ ہوئی تھی کہ پانچوں آگئے۔ جیسا کہ شیخ نے بیان کیا تھا اور ان کے حلیوں میں ذرا بھی کمی نہ ہوئی۔ میں نے مصری سے اس کی ران کے زخم کا حال پوچھا تو اسے میرے پوچھنے سے اچنبھا ہوا اور کہا کہ یہ زخم مجھے تیس برس ہوتے۔ جب پہنچا تھا۔ پھر ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ان کی خواہشوں کی تمام اقسام تھیں۔ وہ حضرت شیخ کے سامنے رکھ دیں تو شیخ نے اسے حکم دیا۔ اس نے ہر ایک سامنے اس کی خواہش کی چیز رکھ دی اور ان سے کہا کہ جو تم چاہتے ہو وہ کھاؤ انہیں غشی طاری ہوگئی جب فاقہ ہوا تو یمنی نے شیخ سے عرض کیا اے سردار کیا تعلق ہے اس شخص کی جو مخلوق کے بھیدوں پر آگاہ ہے۔ فرمایا کہ اس نے جانا کہ تو نصرانی ہے اور تیرے کپڑے کے نیچے زنّار ہے تو وہ شخص چیخ پڑا اور شیخ کی طرف کھڑا ہوا

اور اسلام لایا تو شیخ نے فرمایا کہ اے میرے لڑکے ہر وہ شخص جس نے مشائخ سے تجھے دیکھا تو یقیناً تیرا حال جان لیا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر ہے۔ وہ تیری بات سے رُکے۔ فرمایا بلا شبہ ان کی وفات ویسی ہی ہوئی۔ جیسے شیخ نے خبر دی تھی اسی وقت مذکور پر اور بعینہٖ اسی جگہ بلا تقدیم و تاخیر کے اور عراقی مرا شیخ کے پاس اسی زاویہ میں بعد اس کے مہینہ بھر مریض رہا اور میں اس کے جنازے کے نمازیوں میں تھا اور شامی مرا ہمارے پاس حریم میں، میرے گھر کے دروازے پر پڑا تھا اور آواز دی گئی۔ میں آیا تو ناگاہ وہ ہمارا رفیق شامی تھا۔ اس کی موت میں اور اس وقت میں کہ میں اس کے ساتھ شیخ سے ملا تھا۔ سات برس تین مہینے سات دن تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگاہ کی تیغ بازی

آپ کا مجاہدہ

آپ نے ایک دفعہ ۵۵۸ھ میں اثنائے وعظ میں فرمایا کہ پچیس سال تک میں بالکل تنہا رہ کر عراق کے بیابانوں اور ویران مقامات میں سیاحت کرتا رہا اور چالیس سال تک میں عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا ہیں عشاء کے بعد ایک پیر سے کھڑا ہو کر قرآن مجید شروع کرتا اور نیند کے خوف سے اپنا ایک ہاتھ کھونٹی سے باندھ دیتا اور آخر رات تک قرآن مجید کو ختم

کردیتا ایک روز میں شب کو ایک ویران عمارت کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا کہ اس وقت میرے جی میں آیا کہ اگر میں تھوڑی دیر کہیں سو رہتا تو اچھا تھا۔ جس سیڑھی پر کہ مجھ کو خیال گذرا تھا۔ اسی سیڑھی پر میں ایک پیر سے کھڑا ہو گیا اور میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور تا اختتام قرآن اسی طرح کھڑا رہا اور گیارہ برس تک میں اس برج میں جو کہ اب برج عجمی کے نام سے مشہور ہے رہا کیا اور اسی سبب سے اسے برج عجمی کہنے لگے۔

آپ سے ادنیٰ نسبت کا ثمرہ

کسی نے آپ سے پوچھا کہ ایسے شخص کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں جو آپ کا نام لے۔ مگر درحقیقت نہ تو اس نے آپ سے بیعت کی ہو اور نہ ہی آپ سے خرقہ پہنا ہو تو کیا یہ شخص آپ کے مریدوں میں سے شمار کیا جائے گا یا نہیں ؟ آپ نے فرمایا جو شخص بھی میرا نام لے اور اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے گو ایک ناپسندیدہ طریقہ سے ہی سہی تو بھی اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔ وہ شخص میرے مریدوں سے شمار ہو گا۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے مدرسے کے دروازے پر سے گذرے گا تو قیامت کے دن اسے عذاب میں تخفیف ہو گی لہ سچ ہے

سجدہ گاہ انس و جاں ہے آستان محی الدین
ہے نشان رحمت یزداں نشان محی الدین
آپ نے کی ہے کفالت اور کہا ہے لا تخف
دو جہاں میں مطمئن ہیں خاندان محی الدین

حضرت خضر کی قوت ادراک اور ولی اللہ

شیخ ابوطالب عبدالرحمٰن ہاشمی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے شیخ جمال العارفین ابو محمد بن بصری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آیا خضر زندہ ہیں یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ خضر کی ملاقات مجھ سے ہوئی تھی میں نے کہا کوئی عجیب واقعہ بیان کرو جو اولیائے حق کی نسبت معلوم ہوا۔ خواجہ خضر نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ بحر محیط کے کنارے جا رہا تھا کہ وہاں کوئی فرد بشر نہ تھا۔ اتفاقیہ میں نے ایک شخص کو گدڑی پہنے ہوئے سویا دیکھا میرے دل میں خیال ہوا کہ شاید کوئی ولی اللہ ہو۔ میں نے اس کو پاؤں سے ہلایا اس نے سر اٹھایا اور کہا کیا چاہتا ہے۔ میں نے کہا میں نے کہا اٹھ اور بندگی کر اس نے کہا جا اپنی راہ لے۔ میں نے کہا اگر تو نہیں اٹھے گا تو میں خلقت سے کہوں گا کہ یہ ولی اللہ ہے اس نے کہا تو بھی نہیں جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ خواجہ خضر ہیں۔ میں نے کہا تجھے تو کس طرح جانتا ہے اس نے کہا ہاں تو ٹھیک ابوالعباس خضر ہے یہ بتا کہ میں کون ہوں فوراً خدا تعالیٰ کی طرف مناجات میں متوجہ ہوا اور عرض کی کہ اے باری تعالیٰ میں اولیاؤں کا نقیب ہوں۔ آواز آئی کہ اے ابوالعباس تو ان ولیوں کا نقیب ہے جو مجھے دوست رکھتے ہیں لیکن یہ ان آدمیوں میں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں۔ پھر اس مرد نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابوالعباس تو نے میری بابت سن لیا۔ میں نے کہا ہاں میرے لیے دعا کر اس نے کہا اے ابوالعباس میں تجھ سے چاہتا ہوں میں نے کہا کہ نہیں آپ کی دعا ضروری ہے تو اس نے

کہا خداوند تعالیٰ تیرے نصیبہ کو اس سے زیادہ کرے۔ میں نے کہا اور زیادہ کرو۔ فوراً میری نظر سے غائب ہوگیا۔ حالانکہ کسی ولی کی مجال نہیں کہ میری نظر سے غائب ہو جائے۔ اس جگہ سے چل کر میں ایک بلند ٹیلے پر گیا تو وہاں پہ ایک نور دیکھا۔ جس سے میری آنکھیں چندھیا گئی تھیں اور میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں یہ نور کہاں سے آتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت گدڑی اوڑھے سو رہی ہے اور اس کی گدڑی بھی ویسی ہی تھی جیسی اس مرد کی۔ میں نے چاہا کہ اس عورت کے پاؤں کو ہلاؤں آواز آئی کہ اے ابو العباس با ادب ہو یہ ان شخصوں سے ہے جن کو میں دوست رکھتا ہوں۔ پس میں ایک ساعت وہیں ٹھہرا اتنے میں وہ عورت بیدار ہوئی اور کہا

شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھ کو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا ہوگا اور شکر ہے باری تعالیٰ کا جس نے مجھے اپنی محبت دی اور اپنی خلقت سے ناآشنا بنایا اس کے بعد میری طرف دیکھا اور کہا اے ابو العباس اگر تو رو کنے سے پہلے با ادب رہتا تو بہتر ہوتا۔ میں نے کہا تجھے خدا کی قسم ہے کیا تو اس مرد کی زوجہ ہے اس نے کہا ہاں اس جنگل میں ایک عورت نے ابدال سے انتقال کیا تو اس کی تکفین اور غسل کے لیے خداوند کریم مجھے لایا۔ جب اس سے فارغ ہوئی تو اس کو آسمان کی طرف لے گئے۔ میں نے کہا میرے لیے دعا کر اس نے کہا اے ابو العباس تو دعا کر میں نے کہا تو ہی دعا کر اس نے دعا کی۔ اللہ تیرے نصیبہ کو زیادہ کرے۔

میں نے کہا زیادہ کر اس نے کہا اگر میں تجھ سے غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ کرنا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے۔

بزبانِ حضرت خضر شانِ غوث اعظم

شیخ جمال العارفین ابو محمد فرماتے ہیں میں نے خضر سے پوچھا کہ ایسے شخصوں کا سردار بھی ہوتا ہوگا۔ جس کی طرف وہ رجوع کرتے ہوں گے اس نے کہا ہاں تو میں نے پوچھا کہ اس زمانے میں ایسا سردار کون ہے۔ اس نے کہا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے حالات سے کچھ بیان کر اس نے کہا وہ یکتائے احباب اور قطب اولیاء اپنے زمانے کا ہے اور خداوند تعالیٰ نے کسی ولی کو ایسا مرتبہ نہیں دیا جیسا کہ ان کو عطا فرمایا ہے اور ہر ولی کی نسبت ان سے زیادہ محبت کی اور تھوڑا سا اس میں سے ہے جو خضر علیہ السلام نے آنحضرت کے فضائل کے بارے میں بیان کیا ہے ۔ اے

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

قبل از وقت پیشگوئیاں

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اوصاف و مناقب متاخرین نے تو بیان کیے ہی ہیں۔ متقدمین نے بھی آپ کے کمالات کو قبل از پیدائش آنحضرت کثرت سے بیان کیے جن مشائخ عظام نے آنحضور کی آمد سے پہلے خبر دی ہے ان میں شیخ عز از بطائحی، شیخ قدوہ ابو محمد شبلی، شیخ منصور بطائحی، شیخ حماد دباس، شیخ عقیل منجی اور ابو سعید قیلوی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہم ایسے بلند پایہ اولیائے کبار ہیں جن کی اخبار کا خلاصہ یہ ہے کہ عنقریب ایک نوجوان بغداد سے ظاہر ہوگا۔ جو اعلان فرمائے گا قدمی هذا رقبة کل ولی اللّٰہ۔ تمام مقربین بارگاہِ الٰہی کے حالات و مقامات کو جناب شیخ پر آگاہ کر دیا جائے گا۔ مکاشفین کے تمام اطوار بھی آپ پر روشن کر دیے جائیں گے۔ پھر عالمِ امکان میں جو کچھ بھی ہے آپ کے سامنے لایا جائے گا تمکنت میں ثابت قدم ہوں گے اور عالمِ قدم کے تمام حقائق آپ کے سامنے یدِ بیضا کی طرح روشن ہوں گے[1]

جو ولی قبل تھے بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

مخلوق کے دل مٹھی میں

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک دفعہ میں جمعہ کے دن سیدنا عبد القادر کے ساتھ جامع مسجد کی طرف آیا۔ میں نے دیکھا کوئی بھی آپ کو سلام نہیں کر رہا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ حیرت ہے کہ ہر جمعہ ہم مسجد

---

[1] زبدۃ الآثار صہ ۳۷

کو آتے ہی تو سلام کہنے والوں کے انبوہ سے گذرنا محال ہوتا ہے۔ مگر آج کوئی شخص نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا ابھی یہ بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ شیخ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ سے مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ میرے اور شیخ کے درمیان ایک مخلوق حائل ہو گی۔ میں نے سوچا اس حالت سے وہ حالت بہتر تھی۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور کہا اے عمر تم ہی تو ان لوگوں کو چاہتے تھے۔ تم جانتے نہیں کہ لوگوں کے دل میری مٹھی میں ہیں اگر چاہوں تو اپنی طرف ملتفت کر لیتا ہوں اور اگر چاہوں تو انہیں دور کر دیتا ہوں ؎۱

الہامات غوث اعظم

حضرت سیّد محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ نے حضرت غوث الاعظم کے قلب اطہر پر وقتاً فوقتاً وارد ہونے والے الہامات کی تشریح "جواہر العشاق" نامی کتاب میں کی ہے۔ اس میں سے چند الہامات پیش خدمت ہیں۔ فرمایا اے غوث اعظم اس بندہ کے لیے خوشی ہے۔ جس کا دل مجاہدہ کی طرف جھک گیا اور اس بندہ کے لیے ویل ہے اور افسوس جس کا دل شہوات کی طرف جھک گیا

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اللہ کریم نے مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جس کی میرے پاس معراج نہ ہوتی ہو اے غوث اعظم جو نماز سے محروم ہے وہ میرے معراج سے محروم ہے ؎۲

مزید فرماتے ہیں۔ میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق پوچھا مجھ سے فرمایا۔

اے غوث معراج وہ ہے جس میں آنکھ نہ جھپکے نہ غلط دیکھے۔

نماز وہ ہے جو سینوں میں بجلیاں بھر دے

نہ وہ کہ صرف رکوع وسجود بن کے رہی

جناب محمد دین کلیم قادری فرماتے ہیں:۔

پہلا وعظ اور آمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جب آپ علوم ظاہری و باطنی اور مجاہدات و ریاضات سے فارغ ہوئے تو آپ مسند ارشاد و اصلاح پر متمکن ہوئے۔ چنانچہ پہلا وعظ آپ نے سنہ ۱۱۲۷ء سے شروع کیا وہ اس طرح کہ ۱۶ شوال سنہ ۵۲۱ھ مطابق سنہ ۱۱۲۷ء سہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں رسول اکرم کی زیارت کی آپ نے فرمایا! اے عبدالقادر تم لوگوں کو فسق و فجور اور گمراہی سے بچانے کے لیے وعظ نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ میں عجمی ہوں اور شاید عرب کے فصحا میرے کلام پر توجہ نہ دیں۔ حضور نے فرمایا اپنا منہ کھول جب آپ نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی تو سرور کونین نے اپنا لعاب دہن سات بار آپ کے منہ میں ڈالا اور حکم کیا جاؤ مسلمان قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو پروردگار عالم کے راستے پر بلاؤ تاکہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے احکام پر چل سکیں۔

مجلس وعظ میں حضرت علی کی آمد

خواب سے بیداری کے بعد آپ نے نماز ظہر ادا کی اور منبر پر بیٹھ کر وعظ فرمانے لگے۔ بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے یکایک آپ کچھ جھجک کر اسی وقت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ساتھ موجود پایا جو فرما رہے تھے کہ وعظ کیوں شروع نہیں کرتے عرض کی ابا جان میں گھبرا گیا ہوں۔ شیر خدا نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ چنانچہ جب آپ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں چھ بار ڈالا۔ آپ نے عرض کی یا حضرت آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے سات مرتبہ کیوں مشرف نہیں فرمایا، شیر خدا نے فرمایا کہ نبی اکرم کا پاس ادب ہے۔

چنانچہ حضرت علی غائب ہو گئے اور اس طرح آپ نے وعظ کا آغاز کر دیا اور متواتر و مسلسل اس طریقے سے کہ بڑے بڑے فصحا اور بلیغ علماء کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ آپ کی آواز قدرے کڑک وار تھی اور وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے۔ کیونکہ الہامات الٰہی کی بے پناہ آمد اور بھرمار تھی۔ عوام الناس کے علاوہ اس دور کے نامور مشائخ مجلس وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات وعظ میں تیزی اور تندی بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ فرمانے لگے کہ لوگوں کے دلوں میں میل جم گیا ہے اور جب تک اسے زور سے رگڑا نہ جائے گا یہ دور نہ ہو گا۔

ے

دلی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

ستم کوری وہابی رافضی کی
کہ ہندو تک تیرا قائل ہے یا غوث

یعنی وہابی رافضی حضرات نے اپنی شقاوت قلبی، ہٹ دھرمی اور کورچشمی کے باعث آپ کی ذات مطہرہ مقدسہ کو نہ مان کر ازلی بدبختی کا استقبال کیا ہے۔ حالانکہ ہندو تک حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خداداد صلاحیتوں کے معترف ہیں۔ ہمارے مشاہدہ کی بات ہے کہ عیسائی حضور غوث اعظم کی گیارھویں کا ختم دیتے ہیں اور اس کو اپنے لیے خوشحالی دارین کا سبب سمجھتے ہیں۔ کاش آج اعلیٰ حضرت زندہ ہوتے تو میں ان کو بصد عجز و نیاز بتاتا کہ حضور آپ کا دور گذر چکا آپ کا زمانہ چلا گیا اس دور پر نظر دوڑائیے میرے آقا نے ان شاتمان رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنی تعریف کروالی ہے یہ آپ کی ظاہر کرامت ہے۔

اشرف علی تھانوی مداح غوث

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے:۔

محمد بن عمر ابوبکر بن قوام کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ معہ متوسلین کے دمشق میں تشریف رکھتے تھے۔ یکایک تواضعاً للہ آپ کی گردن جھک گئی لوگوں سے دریافت کیا تو فرمایا اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد کی مجلس وعظ میں فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے تو مشرق سے مغرب تک اللہ کے ہر ولی کی گردن جھک گئی۔ لوگوں نے اس تاریخ کو یاد کر لیا تو کچھ روز کے بعد بہت

کثرت سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی یہ خبریں آئیں کہ آپ نے اس تاریخ میں یہ فرمایا ہے اس کو تحفۃ الانام میں بیان کیا ہے ۱؎

کرامات حضور غوث اعظم کے ضمن میں لکھا ہے کہ آپ نے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مرغ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۲؎

اسی طرح روایت ہے کہ ایک دفعہ مجبور محض فالج زدہ اندھے کوڑھی کو فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ وہ اٹھکر کھڑا ہو گیا اور اس کا کوئی مرض باقی نہ رہا ۳؎

رشید احمد گنگوہی کی تائید

مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک دفعہ مولانا محمد حسن مراد آبادی نے دریافت کیا کہ کیا شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ صحیح ہے ؟ حضرت نے فرمایا بیشک صحیح ہے اور انکے زمانے کے اولیاء مراد ہیں اور اگر بعد کے اولیاء بھی مراد ہوں تو کیا عجب ہے آخر وہ سید الاولیاء تھے ۴؎

وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للّٰہ

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ عبد القادر

۱؎ ۲؎ ۳؎ جمال الاولیاء ۴؎ تذکرۃ الرشید

جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور ان کی مسجد کی محراب میں بھی یہ مبارک جملہ لکھا ہوا تھا آپ کے ایک مرید مولوی حکیم منظفر حسین قریشی فاروقی ساکن اجنکے ضلع گوجرانوالہ نے اس سلسلے میں اپنے خدشات کا اظہار بذریعہ مکتوب حضرت میاں صاحب سے کیا تو انہوں نے جو جواب دیا وہ قابل توجہ ہے وھو ھذا۔

ہر حال شکر اور ذکر فکر عبرت ضروری ہے سو آج کل محال ہے اس وسوسے ریا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کے بارے میں خدشہ) میں پڑھنا زیبا نہیں' غریب تو پڑھا کرتا ہے۔

بلکہ کل ولی اللہ سے امداد لینا جائز ہے آپ کا دل چاہے تو خیر پڑھا کریں لہ

کشفِ شہادت

سرخیل سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے اس سلسلے میں متعدد بزرگوں کے کشف نقل فرمائے ہیں ان میں سے ایک بزرگ کی کشفِ شہادت درج ذیل ہے

ترجمہ :۔ جس وقت حضور غوث پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے دل پر ایک تجلی ہوئی اور حضور نبی کریم کی طرف سے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھ ان کے پاس ایک خلعت آئی جو اولیاء متقدمین

ومتاخرین کی موجودگی میں انہیں پہنائی گئی۔ زندہ اولیاء تو اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال پا چکے تھے ان کی ارواح موجود تھیں اور اس وقت ملائکہ اور رجالِ غیب نے اس مجلس کو گھیرے میں لیا ہوا تھا اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے۔ اس وقت روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکا دیا ہو مگر ایک عجمی نے تواضع سے کام نہ لیا تو اس کا حال محو ہو گیا یعنی اس کی ولایت سلب ہو گئی۔ لہ

مشائخ میں کسی کی تجھ پر تفضیل
بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے
تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

عجیب کرامت

فخر سلسلہ نقشبندیہ مولانا عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں۔ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ انعقاد پذیر تھی۔ جس میں ابوالمعالی بھی شریک تھے وہ کہتے ہیں کہ مجھے دوران وعظ قضائے حاجت کی سخت ضرورت پیش آئی مگر میں باہر نہیں جا سکتا تھا۔ قریب تھا کہ یہ مصیبت میرے لیے ناقابل برداشت ہو جاتی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ میرے قریب آئے اور اپنی چادر مبارک میرے اوپر کر دی۔ معاً میں نے اپنے آپ کو لق و دق صحرا میں پایا

میرے پاس چابیوں کا ایک گچھا تھا۔ میں نے وہ ایک درخت کے ساتھ لٹکا دیا اور خود قضائے حاجت میں مصروف ہو گیا۔

بعد فراغت میں نے وہیں پر نہر سے استنجا کر لیا تو آپ نے اپنی چادر مبارک اٹھا لی اور میں نے اپنے آپ کو مجلس وعظ میں پایا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں بغرض تجارت کسفر میں تھا کہ ایک جگہ میں ٹھہرا اور جب اس کے متعلق یاد کیا تو مجھے یہ پتا چلا کہ یہ وہی جگہ تھی۔ جہاں پر حضور غوث پاک کی کرامت سے میں نے قضائے حاجت کی تھی۔ جہاں پر اس درخت کے قریب گیا تو میرا چابیوں کا گچھا اسی طرح درخت سے لٹکا ہوا تھا۔ میں نے وہ چابیوں کا گچھا اٹھا لیا۔ یہ میدان بغداد شریف سے چودہ دن کے فاصلہ پر تھا ؎

حضور اپنے متعلق خود با ایں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں۔

افلت شموس الاوّلین و شمسنا
ابدًا علی افق العلی لا تغرب

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا اور کبھی غروب نہ ہو گا۔ اعلیٰ حضرت اس کا ترجمہ کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ ؎

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

بارگاہِ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس مہر منیر کی

ضیاپاشیوں سے ہمارے مزدل بھی منور ہو جائیں اور اسکی روشنی باران رحمت وبارش انوار بن کر ہمارے قلوب واذہان کو مستفید ومستفیض فرما دے تاکہ ہم دین ودنیا میں فلاح پانے والے پاکیزہ گروہ میں شامل ہو جائیں۔

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں مارے نہیں جاتے
حشر تک رہے میرے گلے میں پٹہ تیرا

حضرت شیخ السید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر عبد الرزاق حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔

ولادت ۱۸ ذلیقعد ۵۲۰ ہجری کو بوقت شب تولد ہوئے آپ نے اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی اور دیگر علوم کی درس وتدریس بھی کی آپ بحث مباحثہ کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔ آپ سراج عراق اور آئمہ دین کے جمال اور حافظوں کے فخر اور اسلام کے شرف اور اولیاً سے برگزیدہ تھے۔ انہوں نے تفقہ اور سماع علوم اپنے والد ماجد سے کیا اور حدیث اور درس اور فتوے دیا کرتے تھے۔ ان کے فیضان صحبت سے جاہل شخص عالم وفاضل ہو گئے اور دائم الفکر اور زیادہ چپ رہنے والے اور صحیح الزہد تھے۔ رضی اللہ عنہ تیس سال تک آپ نے خداوند تعالیٰ سے شرم کے مارے سر نہ اٹھایا۔

سجادہ نشین غوث اعظم

علاوہ ازیں حضور غوث اعظم کے دربار کے متولی و سجادہ ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا جو آپ کے بعد آپ کی اولاد میں چلتا رہا۔

رزاقی خاندان سے انتقال سجادہ نشینی

تیرھویں صدی کے اوائل میں آپ کی اولاد کے آخری سجادہ نشین سید محمود شاہ جیلانی رزاقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہیضہ کی وبا سے وصال ہوا لیکن یکے بعد دیگرے آپ کی تمام اولاد اس موذی مرض سے اس دارفانی سے رحلت فرما گئے سوائے ایک خاتون مطہرہ کے۔ جب سلطان دوم کو اس بات کا علم ہوا تو سلطان نے حکم دیا کہ جس کی شادی اس دختر نیک اختر سے ہو وہی سجادہ نشین ٹھہرے۔ اب چونکہ خاندان رزاقیہ میں سے بغداد میں کوئی نہیں بچا جو اس نیک دختر سے نکاح کرتا چنانچہ سید علی شاہ جیلانی عزیزی جو حضور غوث اعظم کے بیٹے حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے کا نکاح ان سے ہو گیا لہذا اس طرح سجادہ نشینی کا تاج رزاقیہ کی بجائے عزیزی خاندان میں منتقل ہو گیا۔

شیخ جمال اللہ حیات المیر

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ کی اولاد میں سے ایک فرزند ابھی زندہ ہیں۔ جن کا نام نامی اسم گرامی سید جمال اللہ ہے ان کے متعلق شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اور اس فقیر کو بعض فضلا کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں سے ایک اس زمانہ میں موجود ہے جس کا نام شیخ جمال اللہ ہے اور شکل وصورت میں اپنے جدامجد شیخ عبدالقادر سے ملتا جلتا ہے اور اکثر بسطام کے جنگلوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور کبھی کبھی بسطام میں بھی آتا ہے اور وہ عزیز جس کو ان کی صحبت کا شرف حاصل ہوا تھا روایت کرتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ حضور میں عرض کی کہ انسان کامل موت اور زندگی میں مخیر ہوتا ہے کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ یقینی طور پر تو مجھے معلوم نہیں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ جس وقت بابائے کلاں یعنی میرے جدامجد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سماع میں گرم ہوتے تھے تو مجھ کو گود میں لے کر فرماتے تھے کہ اے جمال اللہ میرے بھائی مہتر عیسٰی علیہ السلام کو میرا سلام پہنچانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میں عیسٰی علیہ السلام کو دیکھوں گا اور وہ سلام جو میرے بطور امانت ہے اس کو پہنچاؤں گا۔[1]

تحریر ہے کہ حضرت غوث پاک نے ان کے حق میں پروردگار عالم سے حیات جاوداں کے لیے دعا فرمائی تھی۔ جو اللہ کریم نے منظور فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت سید جمال اللہ المعروف حیات المیر اب تک حیات ہیں صاحب مخازن صفات اولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حیات المیر سے کسی نے عمر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت غوث اعظم

---

[1] تحفہ قادریہ ص ۹۵

کبھی کبھی گود میں لے کر وفور محبت سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کی ملاقات حضرت امام مہدی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ہو گی اور فرمایا کہ ان سے میرا سلام کہنا۔

حضرت حیات المیر کی لاہور آمد

آپ لاہور تشریف لائے تھے اور میانی کے قبرستان کے احاطہ میں ہی قیام فرما ہوتے تھے اسی جگہ حضرت محکم الدین شاہ مقیم قادری حجرہی بھی ان سے بیعت ہوئے نیز کئی دوسرے لوگ آپ سے بیعت ہوئے اور بے شمار لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے یہاں تک کہ لاہور میں آپ کا فیض عام ہوگیا۔ تحقیقاتِ چشتی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ولادت ۲۲ھ مطابق ۱۱۲۸ء میں ہوئی تھی۔ مصنف کتاب اذکار الاخیار کے حوالہ سے مزید لکھا ہے کہ عند الوفات حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ نے ان کو طلب فرما کر فرمایا کہ عمر آپ کی دراز ہو گی۔ چنانچہ آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بچشم خود دیکھیں گے۔ جب یہ موقع آئے تو ان کو ہمارا سلام کہنا

حضرت امام بری اور حضرت حیات المیر

حضرت شاہ عبد اللطیف بری امام قادری آپ کے خلیفہ تھے۔ حدیقۃ الاولیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری مطبوعہ نولکشور لکھنو پادری عبد السبحان مصنف صوفی ازم ان شرایئں میں لکھا ہے کہ آپ حضرت حیات المیر سے بیعت تھے لہ بحوالہ تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۲۲

وصال:۔

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں ماہ شوال کی چھٹی تاریخ ۵۹۲ھ کو واصل بحق ہوئے اور باب حرب میں مدفون ہوئے ابن نجار نے بیان کیا ہے کہ آپ کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا تو بڑی خلقت جمع ہو گئی اور بیرون شہر سے جاکر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کا جنازہ جامع رصافہ میں لایا گیا۔ یہاں بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اسی طرح باب تربۃ الخلفا و باب الحریم ومقبرہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور کئی مقامات پر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد آپ کو دفن کر دیا گیا۔ آپ کے جنازے میں اس قدر لوگ شریک تھے جس قدر جمعہ یا عید کے دن ہوا کرتے ہیں۔

شیخ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔

پیدائش: حافظ ابن رجب کے مطابق ۱۴ ربیع الاوّل ۵۶۴ ہجری کو آپ پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے علاوہ اور بھی بہت سے فضلائے وقت سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اور اپنے عم بزرگوار شیخ عبدالوہاب سے بھی حدیث سنی آپ نے درس و تدریس کی حدیث بیان کی اور لکھوائی بھی اور فتوے بھی دیئے۔ آپ حنبلی المذہب تھے اور بحث ومباحثہ بھی کیا کرتے تھے۔

۸ ذیقعد ۶۲۲ ہجری کو آپ

خلیفہ الظاہر بامر اللہ کی طرف سے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے اور تازلیت خلیفہ موصوف آپ منصب قضا پر مامور ہوئے ہے اور آپ کے اخلاق و عادات اور آپ کی تواضع و انکسار میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا بلکہ بدستور سابق ہمیشہ آپ ویسے خلیق، کریم النفس اور متواضع رہے آپ کے اجلاس میں شہادتیں بند ہوکر آیا کرتی تھیں۔ آپ حنابلہ میں پہلے شخص ہیں کہ قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارے گئے۔ پھر خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہدِ خلافت کے چار ماہ بعد ۶۲۳ھ میں آپ کو منصب قضا سے سبکدوش کر دیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے محقق، عارف حدیث ثقہ نہایت شیریں کلام، خوش طبع اور متین تھے۔ فروعات مذہبیہ میں آپ کی معلومات نہایت وسیع تھیں۔

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ آپ قاضی القضاۃ، شیخ الوقت، فقیہہ، مناظر، محدث، عابد، زاہد اور واعظ تھے۔ حدیث آپ نے بہت سے شیوخ خصوصاً اپنے والد ماجد اور عم بزرگ شیخ عبدالوہاب سے سنی، ابوالعلار الہمدانی اور ابوموسیٰ المدینی وغیرہ نے بھی آپ کو اجازت حدیث دی۔ آپ اعلیٰ درجے کے مقرر و محرر فاضل تھے۔ آپ اپنے جد امجد کے مدرسہ کے متولی بھی بنے خلیفہ الظاہر جو نہایت دیانت دار، خلیق، کریم النفس، حق پسند خلیفہ گذرا ہے جب اپنے والد کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا تو اس نے بہت سے مظالم اور ناجائز محصول اور بے اعتدالیوں کی بیخ کنی کی اور احکام شرعیہ کے اجراء میں معمول سے زیادہ کوشش کی۔

ابن اثیر نے اپنی تاریخ کامل میں خلیفہ موصوف کی نسبت لکھا ہے اگر

کوئی یہ کہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس جیسا خلیفہ بجز خلیفہ ظاہر کے اور کوئی نہیں گذرا تو اس کا یہ کہنا حق بجانب ہوگا۔

وہ ہر محکمہ پر زیادہ لائق اور مستحق لوگوں ہی کو مقرر کیا کرتا تھا۔ منجملہ ان کے اس نے آپ کو اپنی تمام سلطنت کا قاضی القضاۃ بنایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مذکور نے دس ہزار دینار صرف اس غرض کے لیے آپ کے پاس بھیجے تھے کہ اس روپیہ سے جس قدر کہ مفلس قرضدار محبوس ہیں۔ ان کا قرض اُتار کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ نیز خلیفہ موصوف نے آپ ہی کو اوقاف عامہ مثلاً مدارس شافعیہ وحنفیہ و جامع السلطان و جامع ابن المطلب وغیرہ سب کا ناظر بنا کر آپ کو اس میں ہر طرح کی ترمیم و تنسیخ اور ہر طرح کی بحالی و برطرفی کا پورا پورا اختیار دے دیا تھا۔ حتیٰ کہ مدرسہ نظامیہ کی بحالی و برطرفی بھی آپ ہی کے متعلق ہو گئی تھی۔ آپ سلف صالحین کے قدم بہ قدم چلتے تھے۔ آپ کے عہد ولائت میں آپ کے اجلاس ہی میں اذان دے دی جاتی تھی۔ اور آپ سب کو شریک کر کے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لیے آپ جامع مسجد سواری پر نہیں بلکہ پیادہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب خلیفہ موصوف نے وفات پائی اور اس کا بیٹا المستنصر مسندِ خلافت پر بیٹھا تو کچھ مدت کے بعد اُس نے آپ کو منصب قضا سے معزول کر دیا۔ اس وقت آپ نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے۔

منصب قضا سے معزولی پر آپ کے اشعار

حَمِدْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا ۔۔۔ قَضٰى لِي بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ

وَلِلْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُوْرِ اَشْكُرْ ۔۔۔ وَاَدْعُوْ فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَاءِ

(میں خدائے تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے۔ قضا سے نجات پانا میرے

کے لیے پورا کر دیا۔ میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی شکر گزار ہوں اور اس کے لیے معمول سے زیادہ دعائے خیر کرتا ہوں)۔

ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے اصحاب مذہب یعنی حنابلہ میں آپ کے سوا کوئی اور بھی قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا یا مستقل طور پر قاضی القضاۃ کے منصب پر مامور ہوا ہو۔

فقہ میں آپ نے کتاب "ارشاد المبتدین" تصنیف کی۔

جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل کیا۔ انہیں امور کا بیان کرتے ہوئے صرصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا جس کا ایک شعر مندرجہ ذیل ہے۔

وَفِیْ عَصْرِنَا قَدْ کَانَ فِی الْفِقْهِ قُدْوَةٌ
اَبُوْ صَالِحٍ نَصْرٌ لِکُلِّ مُؤَمَّلٍ

اس وقت فقہ میں شیخ ابو صالح نصر امام وقت ہیں اور وہ ہر ایک مقصد کے معین و مددگار ہیں۔

گو خلیفہ مذکور نے آپ کو منصب قضا سے معزول کر دیا تاہم وہ آپ کی ویسی ہی عزت و تعظیم کرتا رہا۔ اکثر اوقات وہ آپ کے پاس مال بھیجا کرتا تھا کہ آپ اس کو اس کے مصرف پر خرچ کریں۔

قبر کی بیکسی پر آپ کے اشعار

آپ اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ قبر کی بیکسی پر آپ کے درج ذیل اشعار کتب تاریخ میں ملتے ہیں۔ ؎

اَنَا فِی الْقَبْرِ مُفْرَدٌ وَرَهِیْنٌ　　غَارِمٌ مُفْلِسٌ عَلَیَّ دُیُوْنٌ
قَدْ نَخَتِ الرِّکَابُ عِنْدَ کَرِیْمٍ　　عِتْقُ مِثْلِیْ عَلَی الْکَرِیْمِ هَوْنٌ

"میں قبر میں تنہا رہوں گا وہ بھی قرضدار و مفلس ہو کر مجھ پر بہت سے
واجب الادا ہوں گے۔ بیشک بیٹھی ہیں سوا یہاں نزدیک سخی کے
مجھ جیسے کا آزاد کرنا سخی پر آسان ہے۔"

آپ کی والدہ ماجدہ تاج النساء اُمّ الکرام تھیں۔ آپ نے بھی حدیث سُنی اور بیان کی آپ اعلیٰ درجہ کی صاحب خیر و برکت بی بی تھیں۔

وفات

آپ نے ۶ شوال ۶۳۲ ھجری کو ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

شیخ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو نصر محمد قدس سرہ نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ ابو صالح نصر کے علاوہ بہت سے شیوخ سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث بھی سُنی۔ آپ اپنے جدِ امجد حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہم شبیہہ تھے۔

ابوالفرج حافظ زین الدین عبدالرحمٰن نے اپنی تصنیف طبقات میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کے علاوہ حسن بن علی بن مرتضےٰ العلوی و ابو اسحٰق یوسف و عبدالعظیم الاصفہانی و ابن المشتری وغیرہ سے بھی حدیث سُنی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور جیّد فاضل تھے۔ اپنے جدِ امجد کے مدرسہ میں درس و تدریس کیا کرتے تھے۔ حافظ الامیاطی نے آپ سے حدیث سُنی اور اپنی کتاب معجم میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ ابن الازالینی نے بھی آپ سے حدیث سُنی۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ شیخ عبدالقادر، شیخ عبداللہ اور شیخ احمد ظہیر الدین۔

وصال

آپ نے ۱۲ شوال ۶۵۶ ھجری کو انتقال فرمایا اور اپنے جد امجد حضرت غوث اعظم کے قریب آپ کے مدرسہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد ظہیر الدین قدس سرہ

شیخ ظہیر الدین احمد حضرت شیخ ابو نصر محمد قدس سرہ کے صاحبزادے اور حضرت سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ نہایت ہی خوش بیان تھے۔ آپ اپنے جد امجد کے مدرسہ میں وعظ کیا کرتے تھے۔ بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے آپ کے وعظ منبع رشد و ہدایت تصور کیے جاتے تھے۔ جس میں بڑے بڑے شیوخ و محدث شریک ہوتے تھے اور آپ کے وعظ سے استفادہ کرتے تھے۔ ابو المعالی حافظ محمد بن رافع السلامی نے تاریخ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور شریف عزالدین الحسینی نے آپ کی نسبت بیان کیا ہے کہ آپ ایک جید فاضل تھے۔

وصال

۲۷ ربیع الاول ۶۸۱ ھجری کو آپ نے اس دنیائے ناپائیدار سے رخت سفر باندھا۔ آپ نے ایک فرزند خلف الصدق شیخ سیف الدین یحییٰ چھوڑا۔

شیخ سیف الدین یحییٰ قدس سرہ

شیخ سیف الدین الجیلانی قدس سرہ وہ ہستی اعظم ہیں جنہوں نے تبلیغ دین متین کے لیے بغداد شریف کو خیرباد کہہ کر حماۃ کو مسکن بنایا۔ جیسا کہ علامہ تقی الدین

ابنِ قاضی شہید نے تاریخ الاعلام تاریخ الاسلام میں بیان کیا ہے کہ ابو ذکریا سیف الدین یحیٰی نہایت عابد و زاہد تھے۔ آپ حماۃ چلے گئے تھے۔ وہاں ہی آپ نے بُود و باش اختیار کی۔

حافظ محمد الشہیر یا بن ناصر الدین دمشقی نے بیان کیا ہے کہ حدیث آپ نے اپنے والد ماجد سے سُنی۔

وفات اور مزار

۷۲۴ ہجری کو وفات پائی اور نہر عاصی کے کنارے مدفون ہُوئے۔

شیخ شمس الدین محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شمس الدین محمد حضرت شیخ سید سیف الدین یحیٰی الجیلانی الحموی کے فرزند تھے۔ آپ علماء و فضلاء سے تھے۔ آپ نے بیت المقدس جاکر جماعت کثیرہ سے حدیث سُنی۔ جیسا کہ حافظ ابن ناصر الدین الاشقی نے بیان کیا ہے۔
آپ نے اپنے جدِ امجد کے سلسلہ عالیہ قادریہ کو بہت فروغ دیا اور لاکھوں تشنگانِ روحانیّت کی پیاس بجھائی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد اور محقق تھے۔

ابو ذکریا یحیٰی نے آپ سے روائت کی ہے کہ آپ کے دو فرزند تھے۔

اوّل شیخ عبد القادر جن کی نسبت علامہ ابو الصدق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ آپ ۷۸۰ ہجری کو حج کی غرض سے بیت اللہ شریف گئے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے متجاوز تھی۔ وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ نزہتہ الخواطر سے واضح ہے کہ آپ لاولد فوت ہوئے۔

دوم حضرت سید علاؤ الدین علی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سید علاؤالدین علی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شمس الدین محمد کے صاحبزادے تھے۔ حماۃ ہی میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ جیسا کہ نزہتہ الخواطر سے عیاں ہے۔

وفات

قلائد الجواہر سے معلوم ہوتا ہے کہ سید شیخ علاؤالدین علی الجیلانی نے ۲۴ جمادی الآخری ۷۹۳ ہجری کو قاہرہ میں وفات پائی۔

اولاد

آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑے۔
(۱) سید بدرالدین حسن (۲) سید شمس الدین محمد اور سید نورالدین حسین۔

شیخ سید نورالدین حسین رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سید نورالدین حسین رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید علاؤالدین علی الجیلانی کے صاحبزادے تھے۔

علم و فضل میں بلند درجہ تھے اور عبادت و ریاضت میں ایک خاص مقام کے مالک تھے۔ حماۃ میں پیدا ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ مبارک کو اپنے دور میں خوب عروج بخشا۔ آپ نہایت ہی کریم النفس اور اخلاقِ عظیم کے مالک تھے۔ حماۃ ہی میں آپ نے وفات پائی اور اپنے قدیمی قبرستان میں ہی دفن کیے گئے۔ آپ نے ایک فرزند سید تاج الدین یحییٰ چھوڑا۔

حضرت سید محی الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محی الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ درجہ کے خلیق، متواضع، وجیہہ اور نہایت متین تھے۔ عام و خاص سب آپ کی حرمت کرتے تھے۔ حکام

کے دلوں پر آپ کی ہیبت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے تبلیغی دورے بھی فرمائے۔ حماۃ ہی میں وفات ہوئی اور باب ناعورہ میں مدفون ہیں۔ آپ کا ایک صاحبزادہ ہوا جس کا نام سید شرف الدین قاسم ہے۔ جیسا کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے بیان کیا ہے۔

آپ حماۃ کے مشائخ عظام میں سے تھے۔ بلاد شام میں آپ کی بہت کچھ عظمت و حرمت تھی۔ باوجود اہلِ ثروت ہونے کے آپ متواضع تھے۔ اہلِ علم سے آپ کو بہت اُنسیت تھی اسی سال سے زاید عمر آپ نے پائی۔

سید شرف الدین قاسم رحمۃ اللہ علیہ

سید شرف الدین قاسم حضرت سید محی الدین یحیٰی کے صاحبزادے تھے۔ مشائخ کبار میں سے تھے۔ مریدوں کی تربیت اس وقت آپ ہی کے سپرد تھی۔ آپ ذی ہیبت باوقار اور نہایت خلیق تھے۔ نیز دریا دل تھے۔ کوئی شخص آپ کے پاس سے محروم نہیں جاتا تھا۔ جو کوئی آپ کے پاس آتا آپ اس کی خاطر و مدارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ بلکہ اپنے اسلاف کی طرح سے آپ بھی اس کے حوائج کو پورا کرنے میں امکان سے زیادہ کوشش فرماتے۔ آپ تحفہ تحائف بھی قبول فرما لیتے تھے۔ وہیں حماۃ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے لختِ جگر کا نام سید شہاب الدین احمد تھا۔

سید شہاب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

سید شہاب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا شرف الدین قاسم کے فرزندِ ارجمند تھے۔

پیدائش

۶ رمضان المبارک ۸۸۶ ھجری کو آپ تولد ہوئے تھے۔ آپ نہایت متین خوش طبع نہایت خلیق اور وجیہہ تھے۔ کتب تاریخ آپ کے ذکرِ خیر سے پُر ہیں۔ مؤلف قلائد الجواہر محمد یحییٰ التادفی آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ کو آپ سے ملنے کا حلب میں بارہا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ آپ تفتیش اوقاف کی غرض سے حلب تشریف لائے تو اس دفعہ ہم نے آپ کو اور آپ کے رفقاء کو غریب خانہ میں ٹھہرایا۔ ایک دفعہ آپ سے میری ملاقات قاہرہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ معہ اپنے دونوں برادران شیخ عبدالقادر و شیخ ابوالوفا حجاز جا رہے تھے۔ آپ کو امراء و سلاطین کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی عزت اور وقعت حاصل تھی۔

وفات

پھر آپ صحیح و تندرست مصری قافلہ کے ساتھ حجاز سے حماۃ واپس تشریف لائے اور ۹۳۶ ھجری میں وہیں آپ نے وفات پائی۔

شیخ علاؤالدین علی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علاؤالدین علی حضرت سیدنا شہاب الدین احمد کے نورِ نظر تھے۔ آپ اپنے سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ درس و تدریس آپ کا مشغلہ تھا۔ اور بلند پایہ عالم و فاضل تھے۔

علمی نقاط کا بیان اور اسرارِ طریقت کا اظہار کرنے میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ حماۃ ہی میں آپ پیدا ہوئے اور وہیں آپ کا مزار مقدس مرجع خواص و عوام ہے۔

سید علاؤالدین علی شاہ جیلانی حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارھویں پشت سے تعلق رکھنے والے صاحبزادہ تھے۔ آپ اپنے آبائی وطن حماہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی حیاتِ طیبہ کو دینِ اسلام کی ترویج کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ آپ وعظ بھی فرمایا کرتے تھے۔ جس سے سینکڑوں آدمی گناہوں کی زندگی سے تائب ہو کر اسلامی احکام و ضوابط پر کاربند ہو جاتے تھے۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کا جذبہ آپ کی طبیعت میں وراثتاً منتقل ہوا تھا۔ جس کے پیشِ نظر پوری زندگی تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کی وفات حماہ میں ہوئی اور وہیں آپ کا مزار اقدس مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید محمد حسین شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد حسین شاہ جیلانی حضرت سید علاؤالدین علی شاہ جیلانی کے فرزند تھے۔ آپ نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ عوام الناس میں آپ کی بہت قدر و منزلت تھی۔ غرباء و مساکین سے حد درجہ محبت فرماتے اور ان کی حاجت روائی میں امکان سے زیادہ کوشش فرماتے تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ مبارکہ کو خوب عروج بخشا اور ہزاروں مریدین کو مرتبہ کمال پر پہنچایا۔ جنہوں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے قرآن و سنّت کے احکام کو عام کیا۔ آپ کا مزار مقدس بھی حماہ میں ہی آپ کے آباؤ اجداد کے قدیمی قبرستان میں ہے۔

حضرت سید علی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید علی شاہ جیلانی حضرت سید محمد حسین شاہ جیلانی کے نور نظر تھے۔ آپ کی پیدائش حماہ میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے۔ تقویٰ و طہارت میں آپ کا ثانی ملنا مشکل ہے۔ پوری زندگی قرآن و سنّت کے عین مطابق بسر کی۔ حکام اور امراء سے میل جول کو فضولیات میں شمار فرماتے تھے۔ اور ہمہ وقت خالقِ حقیقی کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ سے علماء کی جماعت کثیرہ نے روحانی فیض حاصل کیا۔ فقہی مسائل میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل اپنے تبحر علمی سے فوراً حل فرما دیتے تھے۔ آپ کو بعد از وفات نہر عاصی کے کنارے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

حضرت سیدنا دعلی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدنا دعلی شاہ جیلانی حضرت سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں پیدا ہونے والے چودھویں صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت سید علی شاہ جیلانی کے لختِ جگر تھے۔ جو اپنے وقت کے امام فقہ مانے ہوئے تھے۔ آپ نے علم کے ابتدائی مدارج والد گرامی القدر سے طے کیے۔ والد کی وفات کے بعد کئی اجلہ فقہاء سے فیض حاصل کیا۔ مگر باطنی و روحانی کمالات آپ میں فطرتاً موجود تھے۔ جن سے آپ نے اصلاحِ امّت کا عظیم کام لیا۔ کئی شہروں میں آپ تبلیغی دورے فرماتے اور عامۃ المسلمین کو گمراہی سے ہدایت کی طرف راغب کرنے کی سعی فرماتے۔ آپ اخلاقِ عظیم کے مالک اور نہایت ہی کریم الطبع تھے۔ کسی شخص کی دل آزاری نہ فرماتے اور ہمیشہ مخلوقِ خدا سے محبت

کا درس دیتے تھے۔ آپ کے کئی نامور خلفا ہوئے جن میں حضرت سید کریم شاہ جیلانی سب سے زیادہ مشہور ہوئے جو نہ صرف آپ کے فیض یافتہ بلکہ آپ کے حقیقی صاحبزادہ تھے۔

حضرت سیّد کریم شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید کریم شاہ جیلانی درگاہِ حماہ شریف کے سجادہ نشین اور اپنے وقت کے ممتاز عارف باللہ تھے۔ مریدین کی روحانی اصلاح کے لیے ہمیشہ جدوجہد فرمایا کرتے تھے۔ نیز ان کی دینی و دنیاوی حاجات کو بطریقِ احسن پورا فرماتے تھے۔ آپ نے اسلام کے آفاقی پیغام کو عام کرنے کی غرض سے کئی مدارس و مکاتب کا اہتمام کیا جس میں ہزاروں طلباء نے علم حاصل کر کے دنیا کے کونے کونے میں اسلام کے عالمگیر اصولوں کو فروغ دیا۔

طریقت میں چونکہ آپ جدی و موروثی سلسلہ قادریہ مبارک سے منسلک تھے اس لیے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت آپ کے دل میں تھی۔ ہم عصر اولیاء آپ کے پاس حاضری کو سعادت تصور فرماتے تھے بلادِ اسلامیہ میں آپ کے بالواسطہ اور بلاواسطہ فیض یافتہ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ آپ کا وصال مبارک حماہ میں ہوا اور جدی قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت سیّد بدرالدین حیدر شاہ منوّر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد بدرالدین حیدر شاہ منوّر حضرت سید محمود شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ نشینی کے تاج سے

سرفراز فرمایا گیا۔ جو آپ کے خاندان میں نسل در نسل چلتا رہا۔ بارہویں صدی کے اوائل میں حضرت سید محمود شاہ جیلانی الرزاقی کا ہیضہ کی وبا سے انتقال ہوگیا اور پھر یکے بعد دیگرے آپ کے خاندان کے باقی ماندہ افراد بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے سوائے ایک خاتون صالحہ صادقہ کے۔ رزاقی خاندان کی اس صالح خاتون کی شادی عزیزی خاندان میں ہوئی جس کا تعلق حضرت سیدنا غوث اعظم کے صاحبزادہ حضرت سید عزیز سے ہے۔

اس وقت حضرت سید بدرالدین حیدر شاہ منور حماہ میں مقیم تھے چنانچہ رزاقی خاندان کے کسی بھی فرد کی بغداد شریف میں عدم موجودگی کی وجہ سے سرکار غوث الثقلین کی سجادگی کا اعزاز رزاقی خاندان سے عزیزی خاندان میں منتقل ہوگیا۔

حضرت سید بدرالدین حیدر شاہ منور نے ابتدائی علوم کے مدارج حماہ میں طے کیے اور پھر مختلف شہروں میں کئی دوسرے فقہاء سے بھی علمی و روحانی فیوض حاصل کیے۔ سیر و سیاحت کا مشغلہ بھی رکھتے تھے سلسلہ قادریہ کو آپ کے زمانے میں خوب عروج حاصل ہوا۔ ہزاروں مریدین کو آپ نے مدارج ولایت طے کرائے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے ذاکر بھی تھے۔ اپنے اوراد و وظائف کے سختی پابند تھے۔ یہی وجہ تھی کہ نہایت ضعف کی حالت میں بھی اپنے وظائف قضا نہیں ہونے دیتے تھے۔ آپ کا وصال مبارک حماہ میں ہوا اور نہر عاصی کے کنارے آپ کو دفن کیا گیا۔

شہزادگان غوث الثقلین کے مختصر حالات کا مآخذ و مراجع تحفہ قادریہ (شاہ ابوالمعالی) قلائید الجواہر (محمد یحییٰ التادفی) نزہتہ الخواطر (ملاں علی قاری) نفحات الانس (مولانا عبدالرحمان جامی) زبدۃ الآثار (شاہ عبدالحق دہلوی) تذکرہ مشائخ قادریہ (محمد دین کلیم) مفتاح العارفین (سید حسین شاہ) ہیں۔

سیّد عفیف الدین حسین شاہ حموی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

حضرت سیّد عفیف الدین حسین شاہ حموی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور سیّد حیدر شاہ منور حموی الجیلانی کے لختِ جگر تھے ۱۲۶۴ ہجری کو شہر حماہ میں پیدا ہوئے۔ چونکہ فضل و علم کے سرتاج گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے بچپن ہی میں دینی و روحانی تعلیم کے مدارج والد بزرگوار سے طے کئے اور ہر گوشہ حیات سے متعلق رہنمائی والد گرامی القدر کی حیات طیبہ سے حاصل کی۔ والد محترم کی زندگی قرآن و سنت کے عین مطابق تھی اس لیے آپ کی زندگی بھی قول بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

"کہ حقیقی درویش وہ ہے جو ایک ہاتھ میں شریعت اور دوسرے میں طریقت رکھتا ہو" کا عکس نظر آتی ہے آپ بیک وقت ایک بلند پایہ عالم و ماہر محقق، ولی کامل اور اعلیٰ درجہ کے داعی تھے چونکہ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے اور قرآن و سنت کا پرچار کرنے والوں میں آپ کا نام نامی

ہم عصر میں سرفہرست نظر آتا ہے اور آپ نے ہمیشہ یہی درس دیا ہے

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

اس لیے جب قرآن مجید کی آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کی تہہ تک پہنچے تو دل میں یہ خیال گزرا کہ مخلوقِ خدا کی رہنمائی اور قرآنی احکام کی دعوت کے لیے سرگرم عمل ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ہی فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قلب میں القا ہوا بلغوا عنی ولو کان آیۃ تبلیغ کرو میری طرف سے چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے نتیجہ میں آپ تبلیغ اسلام کے لیے ہمہ تن مصروف ہو گئے

صحبت

چونکہ گروہ اولیا میں صحبت کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے جیسا کہ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کے پاس کوئی آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اے شیخ میرے قرب وجوار میں بے عمل کا دور دورہ ہے دعا کیجئے میں باعمل ہو جاؤں۔ اسی اثنا میں ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا یا شیخ دعا کرو میرے قرب وجوار والے باعمل ہو جائیں شیخ نے پوچھا آپ اپنے حق میں کیوں دعا نہیں کرواتے، قرب وجوار کے اعمال سے تمہیں کیا سروکار تو اس نے کہا یا شیخ بات یہ ہے کہ میں جن لوگوں کی صحبت اختیار کیے ہوئے ہوں اگر وہ اچھے ہو گئے تو میں خود بخود اچھا ہو جاؤں گا۔ اور اگر وہ قریبی اچھے نہ ہوئے میں باعمل ہو گیا تو پھر الصحبۃ موثرۃ کا ظہور اس حال میں ہو گا کہ ان کے ساتھ مل کر پھر بے عمل ہو جاؤنگا

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور صحبت سے وہ حقائق بھی سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے جو صد ہا کوششوں سے بھی سمجھے نہیں جا سکتے تو چونکہ شہر حماۃ میں علم و فضل کا ڈنکا بج رہا تھا اور اولاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ورود کی وجہ سے شہر حماۃ رشد و ہدایت کا مرکز اور منبع بن چکا تھا ان کی صحبت کی وجہ سے تبلیغ اسلام کی اتنی ضرورت نہ تھی۔ جتنی ان شہروں میں ضرورت تھی جہاں کے لوگ علم کے باوجود گمراہ ہو چکے تھے۔

حماۃ سے ہجرت

ان حالات میں آپ نے محسوس کیا کہ جس مقصد کے لیے داتا گنج بخش ہجویر چھوڑ کر لاہور آئے ۔ جس اسلام کے لیے خواجہ معین الدین سنجر سے پورے برصغیر میں پھرے۔ جس دین کے لیے تقریباً تمام اولیا نے اپنے اوطان سے کوچ فرمایا، حتیٰ کہ ہمارے جدِ امجد نے گیلان کو چھوڑ کر بغداد شریف کو روحانی فیض سے نوازا اگر سیّد حسین کو اصلاح امت کے لیے پشاور کا رُخ کرنا پڑے تو اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے۔ جہاں عامتہ المسلمین کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ دل نے یہ خیال کیا کہ آباؤ اجداد کی جگہ ہے۔ خویش و اقارب موجود ہیں، رشتہ دار و تعلق دار ہر وقت رضاجوئی کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ ان حالات میں یہاں سے کوچ کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف ہے مگر ضمیر نے فیصلہ کن بات کہہ ڈالی۔

دھن دے تن کو راکھیئے تن دے رکھیے لاج
تن من دھن سب واریے ایک دھرم کے کاج

اگر خویش و اقارب چھوٹتے ہیں تو چھوٹ جائیں رشتہ دار روٹھتے ہیں تو روٹھ جائیں، آباؤ اجداد کی جگہ چھوڑ کر اگر آباؤ اجداد کا اسلام بچ جائے تو یہ نقصان والی تجارت نہیں ہے اور زبان حال سے یہ پکار رتے ہوئے کہ

درویش خدامست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ تہذیب ہوں نہ مسجد کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
ہیں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

پشاور میں آمد

عزم صمیم کے ساتھ ہجرت کا ارادہ فرمایا اور تبلیغ اسلام فرماتے ہوئے پشاور میں آپہنچے، سچ ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
کہہ دو میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا اللہ کےلیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

چونکہ مسئلہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور آپ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اس لیے آپ نے آتے ہی اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے عشق مصطفٰے کے چراغ اس ایک چراغ سے روشن کرنے شروع کر دیئے جس کی روشنی تو مدینہ منورہ کی تھی مگر چراغ بغداد شریف کا تھا جہاں سے حماۃ میں جگمگا رہا تھا۔

شمع کی طرح جلیں بزم گہ عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیار کو بینا کر دیں

جس طرح سلطان عشق کا مرکز کہتے ہیں ٹوٹا ہوا دل ہوتا ہے۔ اسی طرح سلطان ولایت نے اس پس ماندہ شہر میں مسکن بنا لیا۔ اور قال اللہ وقال رسول اللہ جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں گونجنا شروع ہوگئیں اور وہی نقشہ آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگا جب بنی نوع انسان کو ہدایت کے نقطہ عروج پر پہنچے ہوئے دیکھ کر اہل بصیرت نے پکارا تھا۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

آپ چونکہ حماۃ سے ہجرت فرما کر پشاور کو مسکن بنانے کے لیے محو سفر تھے۔ اس لیے دوران سفر بھی آپ تبلیغ دین متین فرماتے رہے اور چونکہ یہ

حقیقت ہے کہ

قلندر جز دو حرف لاالٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

لیکن ان دو حروف میں جو اثر پنہاں ہوتا ہے وہ ہزاروں کتب اور اقوال میں بھی گمراہ انسانوں کے لیے نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ جو بھی آپ کی زیارت سے مستفید ہوتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور یہاں تک کہ آپ کی غلامی کو دوجہاں کی نعمتوں سے بڑا سمجھنے لگتا۔ لہٰذا ملک شام، مصر، عراق، افغانستان اور ہندوستان کے لاکھوں افراد نے آپ سے روحانی استفادہ کیا، فیض کے اس بحر ناپیدا کنار سے مستفیض ہونے والوں میں اس وقت کے نواب امرا، اہلِ ثروت اور حکمران اور مسکین غریب سب یکساں تھے۔ سچ ہے۔

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لاالٰہ میں ہے

آپ بلند پایہ مناظر، محدث، مفسر اور فقیہہ بھی تھے، جہاں تفریری میدان کے سرتاج کی حیثیت سے بنی نوع انسان کو گمراہی کے عمیق غار سے نکالنے کا حق ادا کیا۔ وہاں قلمی طور پر ایک عظیم کارنامہ بھی سرانجام دیا۔ جو "مفتاح العارفین" کے مبارک نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مفتاح العارفین شریف

"مفتاح العارفین شریف" پندرہ سو صفحات پر مشتمل فارسی زبان

میں حضرت صاحب کی تصنیف ہے۔ جس کا قلمی نسخہ غیر مطبوعہ دربار عالیہ قادریہ غوثیہ، بغدادیہ رزاقیہ سدرہ شریف میں موجود ہے۔

اس تصنیفِ لطیف کے خواص کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں،

"یہ کتاب جاہل کو عالم بناتی ہے اور اگر مفلس پڑھے تو غنی بن جائے پریشان اہلِ حیرت پڑھے تو اسے دلجمعی حاصل ہو اگر طالب مولیٰ پڑھے تو اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے، اگر پڑھ کر عمل کرے تو آسانی سے اپنے مطلوب کو پہنچ کر کامل بن جائے۔

تصوف کے موضوع پر بے شمار صوفیائے عظام نے گرانقدر تصانیف چھوڑی ہیں، جن میں کشف المحجوب حضور سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

اہلِ بصیرت یہ کہتے ہیں کہ اگر آدمی اس کو پڑھ کر عمل کرے تو ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہتی، اسی طرح اہل شعور کی رائے ہے کہ مفتاح العارفین" شریف بھی ایک عظیم شاہکار ہے۔ اگر اس کتاب پر بحث کو طول دیا جائے تو اصل موضوع تشنہ رہنے کا خطرہ ہے ورنہ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہیجڑوں کو مرد بناتی ہے اور مردوں کو شیر بہر اس کتاب سے مستفید ہو کر بننے والے شیروں کے کارناموں سے آگاہی بھی ضروری تھی

مناجات سید حسین شاہ

صرف آپ کی دعاؤں میں سے جو آپ نے مناجات کی شکل میں اپنے رب کریم سے کیں ایک دعا عرض کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"یا رب کریم اپنے محبوب رحیم کے اخلاق عظیم کے طفیل میری اولاد کو اپنے فرمانبرداروں کی فہرست میں لکھ دے اور ایک ہزار سال کے

کے لیے ان میں جو نسلاً بعد نسلاً پیدا ہوتے رہیں ان کو اپنے قہر و غضب سے محفوظ فرما۔ (آمین) کہتے ہیں۔

فقرا کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے
جو جذب کے عالم میں نکلے لبِ مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

یہ آپ کی دعا ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ کی اولاد مطہر نے وہ کارنامے سرانجام دیے ہیں کہ علامہ کی زبان میں اہلِ علم یہ کہنے پر مجبور ہیں۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

بات دور نکل گئی میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تحریکِ مجاہدین کی آڑ میں جب سینوں پر مظالم ڈھانے شروع کیے گئے تو وہی نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا جب تاتاریوں نے اسلام کو مٹانے کی سعی ناپاک کی اور اسلام

وہ دین کہ جو نکلا تھا بڑی شان سے گھر سے
وہی آج پردیس میں غریب الغربا ہے

کا مصداق بن گیا۔ اس لیے حضرت سید حسین شاہ الجیلانی الحموی کو اپنا آبائی وطن یہ کہہ کر چھوڑنا پڑا۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
گزرا وقات کر لیتا ہے کوہ بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذلت ہے کارِ آشیاں بندی

آپ نے اس تحریک سے پیدا ہونے والے برے اثرات سے نپٹنے کے لیے جب میدانِ عمل میں قدم رکھا تو پھر باطل نظریات کا جنازہ اٹھتا ہوا نظر آیا اور اسلام کی سچی تصویر اور حقیقی روح دوبارہ زندہ ہوگئی۔ اور عامۃ المسلمین نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اس لخت جگر کو بھی محی الدین کے لقب سے یاد کیا۔

وفات اور مزار شریف

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ مبارکہ کو عروج پر پہنچایا اور بالآخر ۱۲۳۵ ہجری کو "الموت جسر یوصل الجبیب الی الجبیب" کو عبور کرتے ہوئے مالکِ حقیقی سے جا ملے بیرون یکہ توت شادباغ کالونی پشاور شہر میں آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

پیر سید بادشاہ الجیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

بعض ہستیاں اس خاکدان گیتی کے تیرہ وتار افراد میں تشریف لاتی ہیں تو وہ ان کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں وہ ہماری طرح کھاتے پیتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے بول چال نشیب وفراز

نشست و برخاست غرض جملہ عادات میں ہم ہیں اور ان میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ مگر وہ ہم سے کتنے بلند ہوتے ہیں۔ ان کا مقام کتنا ارفع و اعلےٰ ہوتا ہے۔ ان کی شان کیسی بلند و بالا ہوتی ہے کہ ان کی پیدائش ہمارے لیے مژدہ جانفزا، روحانی سکون اور قلبی اطمینان کا باعث ہوتی ہے اور ان کا کوچ کر جانا گویا بہار کا روٹھ جانا ہوتا ہے۔ وہ ہستیاں اپنی زندگی میں مہرِ منیر کی طرح چمکتی ہیں شمع کی طرح دمکتی ہیں اور شمس فی نصف النہار کی مانند نور ہدایت پھیلاتی ہیں۔

شمع کی طرح جلیں بزم گہ عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیار کو بینا کر دیں

وہ ہستیاں اپنی خداداد صلاحیتوں کے مرہون منت افق نور پر ہمیشہ جگمگاتی رہتی ہیں، بجھتی نہیں ہیں بلکہ نئی آب و تاب اور چمک دمک کے ساتھ پھر طلوع ہو جاتی ہیں۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

ان کی حیات ابدی ہوتی ہے۔ ان کی زندگی زندگی جاوداں کہلاتی ہے اور ان کی موت ہم جیسی موت نہیں ہوتی بلکہ

زندہ ہو جاتے ہیں سوزِ محبت کے قتیل
یہ شرر ٹھنڈے نہیں ہوتے ہیں بجھ جانے کے بعد

تو ان حیات ابدی پانے والوں میں ایک ہستی وہ بھی ہے جس کا نام نامی سید بادشاہ جیلانی القادری ہے۔ جو نہ صرف نام کی وجہ

سے بادشاہ کہلاتے تھے۔ بلکہ شریعت، طریقت اور حقیقت و معرفت کے بادشاہ تھے۔ بادشاہی صفات کے یہ تاجدار چونکہ عوام الناس میں اپنی شہرت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اکثر و بیشتر عوام سے کنارہ کش رہ کر خالق حقیقی کی عبادت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اس لیے ان کے اکثر و بیشتر حالات و واقعات بھی صیغہ راز میں ہی ہیں اور پھر نہ جانے آسمان ولائت کے کتنے ایسے ستارے ہوں گے جو گمنامی کی زندگی گزار کر اس دار فانی سے گزر گئے ہوں گے جن تک ہماری نگاہیں نہ پہنچی ہوں گی۔ ان اللہ کے پاکیزہ بندوں کی بارگاہ سے ہر چیز ملتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ جب چور پر نگاہ ڈالتے تو مسند ولائت پر فائز فرما دیتے تھے۔ جاہل پر نگاہ ڈالتے تو اسے علم و فضل کا تاج پہنا دیتے، مفلس و غریب پر نظر فرماتے تو امارت اس کا استقبال کرنے پر مجبور ہو جاتی

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
وہ سپہ کی تیغ بازی یہ نگاہ کی تیغ بازی

پیدائش

آپ صوبہ سرحد کے مشہور شہر پشاور میں بروز پیر ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۰۲ ہجری دو بجے رات اس دنیا میں تشریف لائے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی مدرسہ ہی میں حاصل کی۔ والد گرامی القدر نے اپنی حیات میں ہی سجادہ نشینی کا تاج پہنا دیا۔ آپ پر کبھی کبھی مجذوبیت بھی طاری ہو جاتی تھی۔ آپ کی حیات طیبہ اس بات کی متقاضی ہے

کہ آپ کی ریاضت و عبادت، زہد و مجاہدہ، صبر و قناعت، تقویٰ و طہارت فہم و فراست وغیرہ ایسے موضوعات پر علیحدہ سیر حاصل تبصرہ کیا جائے مگر "تا آنکہ ... وعونہ بأن شاء اللہ تعالیٰ"
اس لیے اختصار کے ساتھ آپ کی ذات مطہرہ کی بابت کچھ بیان کیا جاتا ہے عنقریب انشاء اللہ العزیز بہ توفیق ایزدی آپ کے حالات خوارق و کرامات پر مبنی کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی،
کہتے ہیں کامل آدمی اپنی موت و حیات میں مختیر ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ نے اپنی وفات سے قبل وصیت فرمائی کہ جب میں اس دنیائے ناپائیدار سے کوچ کر جاؤں تو مجھے سدرہ شریف میں دفن کرنا جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے بنوں روڈ پر ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

وفات

آنحضور نے ۲۰ صفر المظفر ۱۳۹۱ ہجری بمطابق ۱۵ اپریل ۱۹۷۱ء کو اس دارِ فانی سے سفرِ رحلت اختیار فرمایا۔

اسرارِ طریقت و معرفت سے تھی کماحقہ جسکو آگاہی
اولیاء ہیں گرد راہ وہ جس منزل کے تھے راہی
فقیری میں بھی دونوں جہاں پہ کی جس نے شہنشاہی
آہ! نائب محی الدین قطب زماں ظلِ الٰہی

۱۳۹۱ھ

دنیائے ولائت کے اس درخشندہ و رخشندہ آفتاب کے تابوت مبارک کو جب حسب وصیت سدرہ شریف لیجانے کا ارادہ کیا تو چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر بطور امانت پشاور شہر میں آپ کے والد ماجد کے پاس دفن کرنا پڑا۔ جن وجوہات کی بنا پر آپ کو پشاور شہر میں دفن کرنا پڑا وہ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ کا جیتا جاگتا ثبوت تھیں چونکہ وعدہ ازلی ہے کہ جو مقبول اولیاء اللہ اس جہاں میں دین اسلام کی سرفرازی کے لیے کام کریں اور تن من دھن کی قربانی سے عشق مصطفےٰ کے چراغ بنی نوع انسان کے قلوب میں جلائیں ان کا تذکرہ نہ صرف مقبولانِ بارگاہ کی محافل و مجالس میں بلکہ زبان زدِ ہر خاص و عام ہو اور ہر آدمی کو یہ علم ہو جائے۔

غبار آلودہ ہیں لیکن حقارت سے نہ دیکھ ان کو
کہ ان کی ٹھوکروں سے سلطنت بنتی بگڑتی ہے

ایمان افروز واقعہ

ساڑھے چار سال وہاں دفن رہنے کے بعد جب حکیم مطلق کی حکمت کے ظہور کا وقت آیا تو عجیب پرکیف سماں ہے کہ گیارہ رجب ۱۲۹۶ ہجری اور ۱۰ جولائی ۱۹۷۶ء کا دن ہے، عصر کی نماز ادا ہو چکی ہے۔ امید و بیم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ چند خدام قبر مبارک کی طرف بڑھ رہے ہیں، ذہن و دماغ خیالات کی آماجگاہ بن گیا ہے

رہ رہ کر خیال آرہا ہے کہ مقصد گو نیک ہے، امر خیر ہے کام اچھا ہے مگر ایسا نہ ہو کہ شاتمان اولیاء کرام کے سامنے رسوا ہونا پڑے وہ بدبخت جو کہتے ہیں کہ اولیاء تو اولیاء انبیاء تک بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ تعالےٰ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ ان کو آج زبان درازی کا موقعہ میسر نہ آجائے۔ آہ! ان کج فہموں کے لیے یہ واقعہ حجت نہ بن جائے جس کی آڑ لے کر وہ آج تک دنیا میں تشریف لانے والے نفوسِ قدسیہ پر زبان طعن دراز کرتے آئے ہیں انہی سوچوں میں گم سُم با ادب کھڑے ہیں کہ معاً قرآن حکیم میں غوطہ زن ہو جاتے ہیں تو مختلف آوازوں سے ان کا استقبال شروع ہو جاتا ہے اگر ایک کان میں وَلا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات[1] کی آواز آتی ہے تو دوسرے کان میں ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات[2] کی گونج سنائی دیتی ہے ابھی یہ تلاطم ذہن میں برپا ہوا ہی چاہتا ہے کہ پیارے آقا شفیق محسن، مخبر صادق کی خبر قلب میں آکر رقص شروع کر دیتی ہے کہ انبیاء عظام کے اجسام اللہ کریم نے مٹی پر حرام کر دیے ہیں ابھی یہ آواز ختم نہ ہوئی تھی کہ ان کے جذبہ شوق کی تشفی کے لیے ایک گونج پیدا ہوئی جس میں ان کی منزل کا پتہ تھا۔ ان کے اذہان کے پردوں سے یہ آواز ٹکرائی

انّ اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من الدار الی الدار

اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف چلے جاتے ہیں

---

[1] جو اللہ کے رستے میں مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو۔ [2] جو اللہ کے رستے میں مارے جائیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔

کون کہتا ہے ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

تب عزم صمیم کو سینہ سے لگایا اور قبر مبارک کو کھودنا شروع کر دیا لیکن یہ کیا ؟ جوں جوں قبر مبارک کو کھودا جا رہا ہے ، یہ خوشبو کیسی آ رہی ہے ، حیرانگی کے عالم میں اسی خوشبو میں مست جب تابوت مبارک پر پہنچے تو ان کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ آج تک ایسا تابوت نہیں دیکھا جس کے اوپر کھڑکی لگی ہوئی ہو اس کے متعلق ابھی چہ میگوئیاں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک محرم راز نے کہا اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں میرے آقا نے جب تابوت مبارک بنوایا تھا تو اس میں کھڑکی بنوائی تھی ۔ استفسار کرنے پر زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا تھا کہ یہ آپ کی سہولت کے لیے رکھی گئی ہے ۔ میں حیران ہوا کہ اس میں ہماری کیا سہولت ہے ۔ جب عالم برزخ سے عالم دنیا میں دوبارہ ہمارا ورود ہوگا تو آپ اشتیاق زیارت میں بے تاب نظر آئیں گے اس لیے یہ کھڑکی رکھ دی گئی ہے تاکہ تم اس کے ذریعے سے مستفیض زیارت ہوسکو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر اس وقت یہ سوچتا تھا کہ

جو جذب کے عالم میں نکلے لبِ مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

اور آج دیکھ رہا ہوں کہ وہ وقت آ گیا ہے جس کے متعلق میرے آقا نے پیشگوئی فرمائی تھی ۔ تابوت مبارک بالکل اصلی حالت میں حتیٰ کہ ایک میخ تک کو زنگ نہیں آیا تھا ۔ اور جب کھڑکی کھلی تو

سبحان اللہ و بحمدہٖ ، سبحان اللہ و بحمدہٖ ، سبحان اللہ و بحمدہٖ
کی پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی ، ہر آدمی جب آپ
کے جسدِ اطہر کی زیارت کرتا تو اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف ہو جاتا۔

خدا کی قسم وہ ولی ہے خدا کا
جسے دیکھنے سے خدا یاد آئے

حمد و تقدیس کا سبب معلوم کرنے کے لیے چند متوسلین آگے بڑھے
تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کفن مبارک پر سبز رنگ کے پھول
تھے۔ اور ریش مبارک سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے گویا کہ
ابھی وضو فرمایا ہو !

ہوا گر خود گرد خود نگر و خود گیر خودی
یہ ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

تابوت مبارک پورا دِن اور رات وہاں پڑا رہا اور بندگان خدا
زیارت سے مستفیض ہوتے رہے اور عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ
بادل کے ایک ٹکڑے نے آپ کے تابوت مبارک پر سایہ کیا ہوا تھا۔
سبحان اللہ ایسا کیوں نہ ہو کہ

ملک و فلک پذیر پا یہ فقیر
جاودانی بدیر سایہ فقیر

اگلے دن یعنی ۱۲ رجب شریف مطابق ۱۱ جولائی کو آپ کا تابوت
مبارک علاقہ زرگر آباد بیرون یکہ توت سے ویگن پر رکھا تو آسمان
نے خوشی سے ہلکی ہلکی بوندا باندی گرانی شروع کر دی اور سدرہ شریف
ڈیرہ اسماعیل خاں کے پہنچنے تک بادل کا سایہ بدستور تابوت مبارک

پر رہا۔ سدرہ شریف پہنچ کر جب تابوت مبارک کو رکھا گیا تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ کسی منادی کرنے والے نے منادی کر دی ہو کہ اللہ کے ولی کے زیارت کے خواہش مند و سدرہ شریف کا رخ کرو۔

چنانچہ اس لق و دق صحرا میں جو مین سڑک سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے جہاں کسی قسم کی فصل کاشت نہیں ہوتی پانی کا نام و نشان نہیں۔ جس کا شمار پاکستان کے بڑے صحراؤں میں اور جنگلوں میں ہوتا ہے بجلی کا ذکر ہی کیا مخصوص راستہ بھی نہیں ہے اور وہاں کے باسی بھوک و پیاس سے تنگ آ کر وہاں سے جا چکے ہیں اگر کبھی بارش ہو جاتی ہے تو پانی جمع کر کے دوبارہ آباد ہو جاتے ہیں اور اگر بارش کچھ عرصہ نہیں ہوتی پانی ختم ہوا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی وہاں سے چلے گئے۔

وہاں عاشقانِ اولیائے کرام اور محبانِ صوفیائے عظام کا الیاجم غفیر لگا کہ دو دن اور دو راتیں متواتر تابوت مبارک کو بغرض زیارت رکھنا پڑا۔ بعدازاں ہزاروں عقیدت مندوں کی موجودگی میں سدرہ شریف میں آپ کو دفن کیا گیا۔

تاریخ وفات

حضرت نقیب الاقطاب سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی وصیت کے مطابق جب پشاور سے نکال کر سدرہ شریف میں دفن کیا گیا تو اس علاقہ میں "احمد نور" نامی مشہور و معروف وہابی (جو کہ نزدیک گاؤں یارک کا رہنے والا تھا) نے طرح طرح کے فتوے دینے شروع کر دیے۔ وہ وہابی پیری کے لباس میں تھا اور علاقہ دامان کو اس نے ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔

حضرت سید بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں دفن ہونے اور نقیب اعظم حضور سید محمد انور شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے تشریف لانے سے امت مسلمہ کو اس کا اصلی روپ نظر آیا اور عوام الناس کو اس کی حقیقت کا پتہ چلا کہ یہ وہابی ہے جو عرصہ دراز سے بہروپ بن کر سادہ لوح اہل سنت والجماعت عوام کو گمراہ کر رہا ہے۔

جب لوگوں پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ دفن میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا ناجائز ہے، یہ وہابی خود کو شیخ کامل پیر طریقت سرمایہ اہل سنت حضرت سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ گولڑہ شریف کا خلیفہ مجاز ظاہر کرتا تھا۔ مگر بزعم خود خلیفہ صاحب نے محض دنیاوی منفعت کے حصول کے لیے فتویٰ تو جاری کر دیا مگر یہ نہ سمجھ سکا کہ اس ناپاک فتویٰ کی چھینٹوں سے وہ ہستی بھی محفوظ نہ رہ سکے گی جس کا وہ خلیفہ مجاز بنا ہوا ہے جیسا کہ آپ کی جامع اور مستند سوانح حیات "مہر منیر" فصل ساتویں صفحہ ۴۵۲ سے ظاہر ہے کہ وصال شریف کے بعد حضرت بابوجی صاحب نے خدام حاضرین کا یہ مشورہ پسند فرمایا کہ مدینہ منورہ کے نقشہ پر حضرت قبلہ عالم کی مرقد پاک بھی مسجد کے متصل بائیں طرف ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے باغ کا وہ حصہ منتخب کیا گیا جو مسجد کے جنوب میں کچھ نشیب میں واقع تھا۔ جب روضہ شریف کی تعمیر کے لیے باغ کا یہ حصہ کاٹ کر اس کی سطح مسجد کے فرش کے برابر کر دی گئی تو حضرت صاحب نے خواب میں بعض متوسلین سے فرمایا کہ مجھ پر اس قدر بوجھ کیوں ڈالا گیا ہے۔ اس پر انجینئر مہتمم تعمیر بابو لعل محمد صاحب چغتائی نے جنہیں حضرت صاحب سے شرف بیعت بھی حاصل تھا۔ مشورہ دیا کہ تابوت شریف کو نکال کر نئے تعویز میں [illegible] جائے

جس کی گہرائی چھ فٹ سے زیادہ نہ ہو۔ جبکہ موجودہ صورت میں گہرائی بیس فٹ سے بھی زیادہ ہوگئی۔ چنانچہ یہ مبارک تقریب وصال شریف سے تقریباً تین سال بعد اس طرح عمل میں آئی کہ ایک شام تابوت مبارک کو نکال کر حضرت بجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (آپ کے والد) کے مزار مقدس کے پاس رکھ دیا گیا جہاں رات بھر دوسرے روز اور آئندہ شب مسلسل قرآن خوانی ہوتی رہی۔ پروگرام تو یہ تھا کہ اسی رات صبح سے پہلے یہ کام مکمل ہو جاتے اور کسی باہر والے کو اس کا علم نہ ہو لیکن تابوت مبارک کی برآمدگی سے فضا اس قدر معطر ہوئی کہ قصبہ اور نواحی آبادیوں کے مرد و زن سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوگئے اور اگلے روز تو حضرت صاحب کے جنازے کے ہجوم کی سی شان پیدا ہوگئی پھر باطنی فضائیں کچھ اس طرح منور ہوئیں کہ جب اگلی صبح سیال شریف سے حضرت مولانا محمد جعفر صاحب گولڑہ شریف پہنچے اور حضرت بابوجی نے ازراہ تعجب دریافت فرمایا کہ آپ کو بچاس میل دور کیسے خبر ہوگئی تو عرض کیا میں تہجد کے لیے بیدار ہوا تو اس طرف سے ایسی خوشبودار مہک آئی کہ مجھ سے نہ رہا گیا۔ جب تابوت شریف شام کے وقت باہر نکالا گیا تو اس میں ایک دراڑ نے نمایاں ہو کر حضرت بابوجی کو دعوتِ نظارہ دی آپ نے جھانک کر دیکھا تو پیشانی سے ایک ایسا نور نکلتا ہوا نظر آیا جس کی مثال کسی دنیاوی روشنی یا چمک سے نہیں دی جاسکتی۔

"مہر منیر" کی مندرجہ بالا عبارت میں شیخ کامل پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسری جگہ دفن ہونے کا واقعہ بیان ہوا ہے اور شرعاً پانی یا دریا کے

کٹاؤ کی وجہ سے نکالنا جائز ہے۔

تو اس وہابی کا مقصد کیا تھا؟ صرف اور صرف اپنا ذریعہ معاش بند ہونے کا خدشہ کہ جب شہزادگان غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اس علاقہ میں رہائش پذیر ہو جائیں گے تو میری اصلی حقیقت لوگوں کے سامنے آجائے گی اس لیے اقبال مرحوم نے کہا تھا۔

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

حضور قبلہ عالم نے اصلاحی و تبلیغی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا حتیٰ کہ مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لیے خود کئی کئی میل پیدل سفر کیا۔ بالآخر یہ آفتاب ہدایت ۱۳۹۱ ہجری کو غروب ہو گیا۔

مادہ تاریخ

آسمانِ فقر کے درخشندہ ستاروں کا آفتاب
حیاتِ نوعِ انسانی میں برپا کر گیا انقلاب
حُسن کی جس کے نہ کوئی لا سکتا تھا تاب
افسوس صد افسوس گئے نقیب اعظم سید الاقطاب

۱۳۹۱ ھجری

مدح حضرت سیّد بادشاہ قدس سرہٗ

کس زباں سے بیاں ہو مرتبہ تیرا یا سید بادشاہ
تو سرتاج اولیاء سیّد الاصفیا یا سیّد بادشاہ

مرکز رُشد و ہدایت منبع فیض کا یا سیّد بادشاہ
مَیں ہوں غلام غلاماں تو آقا میرا یا سیّد بادشاہ

غوث الوریٰ کے حکم سے یاں ہوا تیرا ورود
پھر کیوں نہ آنکھوں پہ ملیں تیرا تلوا یا سیّد بادشاہ

خزانے بے بہا لٹاتے عطا و سخا کے رات دِن
اِک نظر میں ولی کرنا تیرا ادنیٰ عطیہ یا سیّد بادشاہ

ضیاء پاشیوں سے تیری ظلمت کدہ ہُوا روشن
تو ہے اولادِ علی آلِ نبیؐ نورِ خدا یا سیّد بادشاہ

کھودی یا دن ماہ لحد تیرے غلاموں نے
تو دیکھا وضو سے تر تیرا چہرہ یا سیّد بادشاہ

قبر کی خوشبو سے سارا شہر مہکا مانند گلشن
نسیم صبح نے سب کو دیا تیرا پتہ یا سیّد بادشاہ

ذکرِ الٰہی جاری تیرے ہونٹوں پہ سب نے دیکھا
ابر کا تابوت پہ تیرے رہا سایہ یا سیّد بادشاہ

مال و زر کی نہ رسوخ و اثر کی ہے خواہش
پیشِ نظر رہے تیرا رُخِ زیبا یا سیّد بادشاہ

آپ کے ہوتے ہوئے فریاد کس سے جا کروں
کر مشکلیں حل میرے مشکل کُشا یا سیّد بادشاہ

برباد ہُوا جاتا ہوں آفت کرم کی ہو نظر
صد افسوس کہ رُسوا ہو بردا یا سیّد بادشاہ

قادری فقیر ہیں تم قادریوں کے بادشاہ
درد دل و جگر کی دو دوا یا سیّد بادشاہ

خواہشیں ہیں راج کی اور کہیں تخت و تاج کی
میں بن جاؤں تیرے در کا گدا یا سیّد بادشاہ

نہیں حسب و نسب نہ کوئی کفیل و کارساز
اطہر ہے سگ درگاہ سدرہ یا سیّد بادشاہ

○

حضرت سیدگلؔ بادشاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید گل بادشاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۴ شعبان ۱۳۱۷ ہجری بمطابق ۱۸۹۷ عیسوی پشاور میں ہوئی۔ آپ حضرت سید عفیف الدین حسین شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر تھے۔ جو حماۃ سے ہجرت فرما کر پشاور میں مقیم ہو گئے تھے۔

حضرت سید گل بادشاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے ریاضت کی طرف مائل تھے چنانچہ آپ اکثر تخلیہ میں رہتے اور عبادت خداوندی میں مصروف رہتے تھے، آپ میں جذبہ رحمدلی حد درجہ موجزن تھا اور عاجزی کو پسند فرماتے تھے۔ غریب ہو یا امیر چھوٹا ہو یا بڑا۔ خاص ہو یا عام سب سے مساوی سلوک فرماتے تھے۔ آپ بلند پایہ عالم تھے۔ علمی نقاط کے بیان میں مہارت تامہ رکھتے تھے، ۴۷ سال کی عمر میں ۱۳۶۴ ہجری کو آپ کا وصال ہوا اور بیرون یکہ توت پشاور شہر میں آپ کو دفن کیا گیا۔

سیّد احمد شاہ جیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ

سیّد احمد شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید گل بادشاہ جیلانی کے لختِ جگر اور سید بادشاہ الجیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے۔ حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اکیسویں صاحبزادے تھے۔ یعنی بیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

ولادت

آپ ۱۳۳۶ ہجری بمطابق ۱۹۱۸ عیسوی کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ چھ ماہ کی عمر میں ہی والد گرامی القدر کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اور کفالت کا ذمہ قطب زمانہ نقیب اعظم حضور سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے لے لیا۔ اب یہیں سے آپ کی شخصیت کے متعلق سمجھنا کچھ آسان ہو جاتا ہے کہ جب قطب زمانہ کے ہاتھوں میں پرورش ہو تو پھر کیوں نہ خدائی صفات سے متصف ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ کے چچا بزرگوار نے تاج سجادہ نشینی سے سرفراز فرمانے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے "اللہ بس ماسوا اللہ ہوس" پر عمل کرتے ہوئے یہ پیشکش قبول فرمانے سے معذرت فرما دی، اور گوشہ نشینی کی زندگی اختیار فرمانے

کے ساتھ ساتھ ہر وقت اپنے اوراد و وظائف میں مصروف رہتے۔ ؎

جو دُنیا نہ فائدہ دے عبث ہے اُسکی ہمنشینی
اِس سے تو ہزار درجہ موجب راحت ہے گوشہ نشینی

چونکہ آپ کا ہر عمل تابع شریعت تھا۔ اِس لیے اہل بصیرت یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ؎

غوث و علی خدا و نبی کی مہربانی ہیں
غمزدوں کے آسرا سیّد احمد جیلانی ہیں
خاک در سدرہ کو کیوں نہ ترسیں اولیاء
رفعت دین بنی اسلاف کی نشانی ہیں

آپ کی سیرتِ طیبہ کے بیان کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ چہ جائیکہ یہ چند صفحات حقِ بیان ادا کر سکیں۔ عوام الناس سے بہت کم ملاقات فرماتے تھے۔ نہایت رحم دل حلیم الطبع اور شفیق الفطرت انسان تھے۔

وصال

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۴ ہجری بمطابق ۵ نومبر ۱۹۸۳ء کو ہفتہ کے دن اپنی اولاد اور عقیدت مندوں کے لیے دعائے خیر فرماتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ وفات سے چند گھنٹے پہلے چند حفاظ کرام کو تلاوت قرآنِ حکیم کے لیے حکم فرمایا اور خود خشوع و خضوع سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ پھر چند وصیتیں کیں اس کے بعد وہاں موجود عقیدت مندوں کو وظائف قادریہ مبارکہ کے ورد کا حکم دیا اور خود بھی ایک ذاکر کی حیثیت سے اس آخری محفل مقدس میں حصہ لیا اور پھر آخر پر تین دفعہ اسم ذات شریف اللہ، اللہ، اللہ کا

نعرہ بلند کیا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ وہاں پر موجود سینکڑوں لوگوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ بعداز وفات چہرہ انور اس شعر کی ترجمانی کر رہا تھا۔ ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

آپ نے اپنے پانچ صاحبزادے دینِ اسلام کی سرفرازی کے لیے چھوڑے جن میں سے ہر ایک علیحدہ خصائص و فضائل سے متصف ہے۔ ع

ہر گل را رنگ و بوئے دیگراست

اور ان کی زندگی کا مشن ہی تن من دھن کی قربانی سے ناموس اولیاء کا تحفظ ہے اور ہمیشہ یہ نعرہ بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ؎

دار ہو سُولی ہو یا ہو پہاڑوں کی نظیر
کلمہ اپنا ہر بلندی سے سُنا سکتے ہیں ہم

سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سیّد محمد شاہ الجیلانی القادری مدظلہ العالی پشاور میں ہی مقیم ہیں۔ بقیہ چار صاحبزادے۔ حضرت سید تجمّل حسین شاہ صاحب جیلانی القادری مدظلہ العالی حضرت سید منور حسین شاہ صاحب جیلانی القادری مدظلہ العالی نقیب اعظم شیخ الاسلام۔ قبلہ عالم۔ شہباز طریقت حضرت السید محمد انور شاہ صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم العالیہ۔ اور حضرت سیّد جوّاد شاہ صاحب جیلانی القادری مدظلہ العالی۔

آپ سات سال کچھ ماہ سدرہ شریف میں مقیم رہے اور عقیدتمندوں کو فیوض و برکات سے نوازتے رہے۔ ؎

یارب ہرا بھرا رہے غوث الوریٰ کا باغ
ہر مہ مہِ بہار رہو ہر سال سالِ گل

نذرِ عقیدت بحضور مرشدی و مولائی مدظلہ

چمک اُٹھا ستارہ اہلیانِ سدرہ کی قسمت کا
ہیرا نایاب ان میں وارد ہوا کان لعل کرامت کا
منبع معرفت امام طریقت کا شریعت کا حقیقت کا
ڈنکا چار سُو بج رہا ہے اُن کی فقاہت و نقابت کا

اللہ نے بر وقت یہ سرحد پہ کیا احسان
سیّد محمّد انور شاہ کو کیا اسلام کا نگہبان
حسن جس کے درِ اقدس سے خیرات پائے
احمد یاد آئیں جو سوئے زُلف نظر جائے
شاذ ہی ایسے چہرے ہیں ربّ نے بنائے
رُخِ انور کی زیارت سے خُدا یاد آئے
گُلِ بغداد سے مہکا ہوا ہے سُونا بیابان
جاہل افراد کو بنا رہا ہے کامل انسان
اولیاء اللہ تیرے در کی غلامی کو آئیں
بصد عجز و نیاز ملائک بھی سر جھکائیں
غوثِ اعظم کی تجھ پہ ہیں خصوصی نگاہیں

پھر کیوں نہ حالِ زار تجھ کو اپنا سنائیں
سوئے غریباں نظر کرم اے ولایت کی جان
قادری فیوض و برکات ہیں تجھ میں پنہاں

عشقِ مصطفےٰ کی شمع سینوں میں جگا دی
قادری مئے توحید ہر طالب کو پلا دی
عام و خاص بصد مسرت کرتے ہیں منادی
"سدا خیر قلندر سید محمد انور شاہ دی"
سبحان اللہ تیری عظمت و رفعت یہ شان
ہر جان تجھ پہ واری ہر دل ہوتا ہے قربان

وہابیت کا ناطقہ بند تو نے کر دیا
عزمِ صمیم مریدین کے دلوں میں بھر دیا
سربلندی اسلام کے لیے تن من دھن سر دیا
نثار جاؤں ہم کمینوں کو تو نے اپنا در دیا
کتنا عظیم ہے سرزمینِ سدرہ کا سامان
تشریف آور ہے اس پر غوثِ اعظم کا خاندان

محبوب خاص ہے آقا تو ربِّ علیم کا
سراپا اسوۂ حسنہ ہے تو محبوبِ کریم کا
لختِ جگر پیارا ہے تو غوثِ رحیم کا
ہر سو چرچا ہے تیرے خلقِ عظیم کا
انوار کی بارش تیری محفل کا سماں
قرآن و سنت کا نقشہ ہے ترا بیاں

اے میرے سیّد تیرا ہے وہ پاک گھرانہ
ازل سے بصدِ تعظیم جھک رہا ہے زمانہ
عشقِ مصطفیٰ سے سرشار ادائیں دلبرانہ
ہو قبول پُر خطا اطہر کا حقیر نذرانہ
کر عشقِ مصطفیٰ عطا، ہو یہ اِحسان
نہیں اور کوئی حسرت و آرزو نہ ارمان

○

بحضور لجپال مدظلہ العالی

اے آقا میرے سدرہ والے تیری شان نرالی ہے
تو دُنیا کا داتا ہے آیا دَر پہ سوالی ہے

کہاں اولادِ غوثِ اعظم اور نائب امامِ اعظم
کہتے ہیں جہاں والے وہ تو سدرہ کا والی ہے

کوئی کہتا ہے غوثِ زماں اور قطبِ جہاں کوئی
کہے سارا جہاں جو بھی تو اُس سے بھی عالی ہے

تیرے خلقِ عظیم پر میں فدا سارا جہاں کردوں
حسن تیرا جہاں بھر میں آقا بے مثالی ہے

محبوب جو تیرے دَر کا اللہ کا پیارا ہے
منکر ہے جو تیرے در کا مردود ہے غالی ہے

مئے عشقِ رسول اللہ کا مرکز سدرہ ہے
ہے عشاق کا قبلہ تُو اور قطبِ جمالی ہے

ہے اب تو تمنا یہ عمر قدموں میں بسر کردوں
نہ کوئی اور سہارا ہے جھولی عمل سے خالی ہے

اے اطہر سگ در سدرہ کر شکر خدا ہر دم
دامن میں چھپا کر تجھ کو تیری کیسی لجپالی ہے

حضرت نقیب علامہ الحاج پیر سید محمد انور شاہ گیلانی مدظلہ

آخر میں ذکرِ خیر شروع ہوتا ہے اُس ہستی اعظم و معظم کا جن کے قدم مبارک سے ویرانہ جنگل۔ لق ودق صحرا اور سُونا بن بُقعہ نور بنا ہوا ہے۔ انوار و تجلیات کی بارش کا مرکز اور فیوض و برکات کا بحرِ ناپیدا کنار موجزن ہے۔ جن کے پاس اہلِ بصارت کا پہنچنا۔ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا مگر اہلِ بصیرت کی حاضری نعمتہائے دُنیا و ما فیہا کا حصول ہے۔ جہاں اہلِ بصارت راستے کی دشواری۔ جنگل کی ویرانی سفر کی تھکاوٹ کا شکوہ کرتے نظر آتے ہیں وہاں اہلِ بصیرت اپنی دھن میں مست یہ گاتے نظر آتے ہیں۔ ؎

نثار جاؤں وہ ہے تیری رہگذر
ملائک نے جہاں بچھائے ہیں پر
تیرا مرتبہ و مقام اللہ اللہ
اولیاء دورویہ جھکائے ہیں سر

ذکرِ خیر تو شروع کر چکا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی ذہن و دماغ کی دنیا میں تلاطم برپا ہو چکا ہے کہ جس مردِ قلندر کا نام نامی اسم گرامی نقیب اعظم۔ شیخ الاسلام۔ قطب العالم۔ قبلہ دل کعبہ جاں حضور السید محمد انور شاہ صاحب الجیلانی القادری الرزاقی البغدادی ہے۔ جن کی پُراسرار۔ پُرکیف شخصیت کا ہر ہر پہلو نمونہ سلف صالحین ہے۔ ان کا تذکرہ مشکل ترین امر ہے

حسن جس کے درِ اقدس سے خیرات پائے　　احمد یاد آئیں جو سُوئے زُلف نظر جائے
شاذ ہی ایسے چہرے ہیں رب نے بنائے　　رُخِ انور کی زیارت سے خدا یاد آئے

بیک وقت ذہن میں ہزاروں مضامین کے انبار اور ذخائر جمع ہو چکے ہیں اور حیران ہوں کہ اگر لکھوں تو کس کو لکھوں زہد و اتقا کا عالم لکھوں یا عبادت و

ریاضت تحریر کروں ۔ صبر و قناعت بیان کروں یا تقویٰ و طہارت کو زیرِ قلم لاؤں ۔ خلقِ عظیم بتاؤں یا رحمدلی سے آگاہ کروں راستی و راستگوئی کا پتہ بتاؤں یا شفقت و رفاقت کی طرف آپ کو لے جاؤں جذبہ اصلاح مریدین کی طرف توجہ دلاؤں یا اظہار عاجزی و مسکینی سے پردہ اٹھاؤں قلم اٹھاؤں تو کس گوشہ پر روشنی ڈالوں اور ان مجموعہ خصائص و فضائل کی موجودگی میں اِس ہستی کو کیا کہوں ۔ ؎

تیرے خلقِ عظیم پر میں فدا سارا جہاں کردوں
حسُن تیرا جہاں بھر میں آفتاب مثالی ہے
کوئی کہتا ہے غوث زماں اور قطب جہاں کوئی
کہے سارا جہاں جو بھی تُو اُس سے بھی عالی ہے

آپ کی زندگی کا ہر گوشہ یہ تقاضا کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ پہلے مجھے تحریر کر دیں لیکن میں حیران ہوں کہ کس گوشہ کو دوسرے پر ترجیح دوں ۔ ؎

فِدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

قانونِ فطرت ہے کہ جب کسی سرزمین پر سرکشی کا بیج بویا جاتا ہے اور جب وہ کچھ عرصہ کے بعد نشو و نما پا کر تن آور درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو پھر اس سرکشی کے مقابلہ کے لیے کسی عظیم ہستی کو منتخب فرمایا جاتا ہے تاکہ جبر و استبداد کے مقابلے میں عالمگیر اسلامی اصولوں کو فروغ دیا جائے ۔ اگر اسلام پر فرعونی بادل چھائیں تو موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا جاتا ہے ۔ اگر اسلام کے لیے زہرِ قاتل کی شکل میں نمرود پیدا ہوتا ہے تو اس کے مقابلہ کے لیے ابراہیم علیہ السلام کو میدانِ عمل میں کودنا پڑتا ہے ۔ اگر ابوجہل کی سرکشی حد سے تجاوز ہوتی نظر

آتی ہے تو سب سے کامل واکمل ہستی حضور نبی مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء بہ ہزاراں جاہ جلال تشریف لاتے ہیں۔ جب یزید اسلامی حدوں کو توڑتا ہے۔ تو امام حسین رضی اللہ عنہ تن من دھن کی قربانی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ جب اکبر دینِ الٰہی ایجاد کرتا ہے تو حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ بعینہٖ جب صوبہ سرحد کی زمین پر مقام مصطفیٰؐ کے جیالے محافظوں کو ختم کر دیا گیا۔ جب ناموسِ اولیائے کرام کے علم برداروں پہ جگہ تنگ کر دی گئی۔

جب یارسولؐ اللہ و یا غوث اعظمؒ ایسے نعرے حق لگانے والوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈالا جانے لگا۔ جب جبر و استبداد اور ظلم کی رسّی میں اہلسنت والجماعت کو زبردستی جکڑا جانے لگا۔ جب سرکاری سرپرستی میں غلط عقائد کے پرچار کا ناپاک دھندا شروع کیا گیا۔ جب گورنمنٹ کی مشینری کو سنّیوں کے استحصال کے لیے حرکت میں لایا گیا۔ جب سنّیوں کی مساجد پر زبردستی قبضہ کر کے انہیں رسوا کیا جانے لگا۔ جب صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے آقا کے غلاموں کو صوبہ بدر کیا جانے لگا۔ جب قرآن وسنّت کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نہاد اسلام پیش کیا جانے لگا۔ جب صحیح العقیدہ مسلک حق اہلِ سنت والجماعت کو زبردستی غلط مسلک اپنانے پر مجبور کر دیا گیا۔ جب اخوند بابا اور سید بادشاہ پشاوری ایسے بزرگ دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے جب حضرت عبدالغفور سواتی اور حضرت لقیب الاقطاب کی تعلیمات کو ختم کر دیا گیا تو ان حالات میں سرزمین صوبہ سرحد اپنی دھرتی پر ہونے والے ان مظالم پر خون کے آنسو رونے شروع کر دیتی ہے۔ نہایت بے کسی و بے بسی کے عالم میں جب یہ پکارنا شروع کرتی ہے۔ ؎

کیا اور نہیں عزّتوی کارگہ حیات میں بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات

قافلہ حجاز میں ایک بھی حسین نہیں — گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

تو اللہ کریم کو اس سرزمین پر رحم آجاتا ہے۔ نصرت خداوندی اور فتح ازلی و ابدی حضرت شیخ الاسلام نقیب اعظم السید اولاد غوث اعظم الشاہ محمد انور القادری الرزاقی البغدادی کی شکل میں جلوہ افروز ہوتی ہے۔

ولادت باسعادت

۱۳۷۸ ھجری، ۱۹۵۷ عیسوی کا سال اپنے اندر بے بہا مسرتیں راحتیں اور خوشیاں لے کر طلوع ہوتا ہے۔ جب آپ محلہ پیر جمال شاہ کوچہ بغدادیہ پشاور شہر میں اس دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

گل تر گلشن غوث الوریٰ سید آل حسینا
اولیاء کے لیے مہر مبیں حیدر کرار کے نازنینا
کیوں نہ کھلیں در خلد دو جہاں خوشیاں منائیں
تشریف لائے افضل الاولیاء سلطان واقفینا

۱۳۷۸ ھجری

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم کے لیے اتحاد سکول اینڈ کالج میں داخلہ لیا۔ مگر چونکہ آپ کو اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملنے والی مسند پر سجادہ نشینی کا تاج منشیت ایزدی اور ارادہ خداوندی تھا۔ اس لیے شروع ہی سے دین اسلام کی تعلیم کی طرف راغب ہو گئے۔ گویا کہ آپ بچپن میں ہی اس سے کما حقہٗ آگاہی حاصل کر چکے تھے کہ۔ ؎

فکر فردا روز اول ہی سے رکھنا چاہیے
پیش و پس جس شخص نے سمجھا وہ آخر میں ہوا

لہذا آپ نے دارالعلوم عزیزیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر میں داخلہ لے لیا جو کہ پاکستان کی مشہور درس گاہ ہے۔ بانی و مہتمم مدرسہ حضرت اُستاذ العلماء فخر الصلحاء شیخ الاصفیاء علامہ مولانا پیر محمد چشتی دامت برکاتہم وفیوضہم العالیہ نے اپنی خصوصی نگرانی میں تمام علومِ دینیہ وفنون درسیہ کی تکمیل کرائی جس کے بعد آپ دین اسلام کے احیاء و تبلیغ کے لیے ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مگر "حق گو شخص کے بدگو زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے دشنام طرازی۔ الزام تراشی اور فتویٰ بازی کا محاذ کھول دیا گیا۔ ہر جائز و ناجائز حربے سے آپ کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ کئی دفعہ زہر دے کر ختم کرنے کی کوشش کی گئی جب اس سے مقصد حاصل نہ ہوا تو سٹین گنوں اور رائفلوں سے حملہ آور ہوئے مگر جس کی رگوں میں حیدری خون اور حسینی جذبہ کارفرما ہو اس کے رستے میں ایسی کون سی رکاوٹ ہے جو ٹھہر سکے۔ لہذا آپ نے جبر و استبداد کا مقابلہ فرماتے ہوئے بانگِ دُہل اعلان فرمایا۔ ؎

رُک جاؤ غلط کاریٔ دوراں کے اجیرو
نِکلا ہوں کفن باندھ کے میدان وفا میں
اسلام کی تلوار رُکی ہے نہ رُکے گی
میں نعرہ تکبیر ہوں اس کرب و بَلا میں

شاتمان انبیاء و اولیاء عظام نے جب عزم صمیم۔ جدّت کردار اور سرشار عشق مصطفیٰؐ مردِ قلندر کی ضرب غازیانہ کا یہ مظاہرہ دیکھا تو دم دبا کر بھاگنے میں ہی خیریت سمجھی میدان کو اعدائے دین سے خالی پا کر آپ سنّیوں کو پیغامِ تہنیت پہنچا رہے تھے۔ ؎

اب تو اے سُنی تو بھی کہہ دے نعرہ لگا کے اللہ ہُو کا
جاءَ الحق و ذہق الباطل ان الباطل کان زہُو قا

مگر طاغوتی طاقتوں نے چاپلوسی سے دوسرا حربہ استعمال کرنا شروع کردیا۔ ہر قسم کے طمع اور لالچ دے کر سنیت کے پرچار سے روکنے کی کوشش کرنے لگے۔ آپ نے ان کی تمام پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوئے گروہ اعداء کو للکار کر فرمایا۔ ؎

جیتا ہوں نگہبانیٔ اسلام کی خاطر
فاسق ہیں میری تلخ نوائی سے گلہ بند
ہر دَور کے شدّاد میرے پاؤں کے نیچے
حامی ہیں میرے دین پیغمبرؐ کے جگر بند

آپ کی زندگی کا مقصد اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ اس لیے آپ کو حالات سے سمجھوتہ کرنا آتا ہی نہیں اور کبھی بھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

اس شانِ عظیم اور مقامِ ارفع کا آپ کی ذاتِ بابرکات میں سما جانا محض اسی وجہ سے تھا کہ آپ میں جذبہ حسینی اور خون حیدری موجود تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نسبت غوث الوریٰ کی موجودگی نے سونے پر سوہاگہ کا کام دیا۔

مسندِ سجادگی

آپ کو محض ۱۳ سال کی عمر میں ہی مسند ولائت کا اُس وقت تاجدار بننا پڑا جب قطب زماں حضرت سیّد بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ یہ ۱۳۹۱ ہجری کا واقعہ ہے۔

نقیب اعظم سیدالاقطاب مالک شان عجیب

۱۳۹۱ ھجری

ظلِ الٰہی نائب محی الدین قطب زمان خطیب

۱۳۹۱ ھجری

سیدمحمدانور ضم ہے واجد وتواب ہیں　　نائب غوث الوریٰ ہیں فضل ربی انکے قریب

۴۲۳　　۴۲۳

سرمایہ اسلاف ہیں درد مندوں کے آسرا
اولیاء کر کے غلامی خود کو سمجھیں خوش نصیب
تاج شہاں سے افضل ہے گدائی ان کے در کی
پھر کیوں غلامان سدرہ خود کو سمجھیں غریب
اطہر گنہگاروں کے لیے ہے یہ مژدہ جانفزا
مسند نشین ولایت ہوئے انور المشائخ نقیب

۱۳۹۱ ھجری

حضور قبلہ عالم نقیب اعظم السید محمد انور شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو جب اس ارفع و بلند مقام پر فائز فرما دیا گیا تو ارشاد خداوندی۔ ولنبلونکم بشیٍٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات کے ظہور کا وقت آیا۔ بذرگانِ دین اور اولیائے عظام کی آزمائش کا جب وقت آتا ہے تو کسی کے لیے صرف خوف ہے تو کسی کے لیے صرف بھوک۔ کسی کے لیے مال میں نقصان تو کسی کے لیے جان میں نقصان مگر یہاں چونکہ انعام بڑا تھا اس لیے آزمائش بھی بڑی کی گئی اور جو مصائب فرداً فرداً دوسرے اولیائے عظام پر وارد ہوئے وہ تمام بیک وقت آپ کی ذات مطہرہ پر ٹوٹ پڑے مگر اس مردِ قلندر

نے خداداد صلاحیتوں سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اعدائے دین نے زہر سے استقبال کیا اور سنگین گنوں سے منزلِ مقصود سے ہٹانے کی کوشش کی تو آپ نہایت صبر سے برداشت کرتے ہیں اور آقا کے حضور مقدمہ پیش کر دیتے ہیں۔ ؎

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم
ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم ✦ ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

جب آقا کی نگاہِ کرم ہو جاتی ہے تو پھر ہر مصیبت جائے پناہ تلاش کرتی نظر آتی ہے۔ بھوک کی باری آتی ہے تو اپنے اس آقا کی سنت سمجھ کر سینے سے لگاتے ہیں جس نے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ کر درس عمل دیا تھا اور اس کو روزہ کی شکل میں اپنا کر الصوم لی وانا اجزی بہ کا انعام حاصل کر لیتے ہیں۔ مال میں نقصان ہوتا ہے تو اللہ کریم کی رضا پر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر عمل پیرا ہو کر کہ سارا دن اکٹھا ہونے والے مال میں سے اگر شام کو ایک پائی بھی رہ گئی تو بایزید کو درویش نہیں بلکہ مالدار درویش کہیں گے۔ استقامت کا عظیم الشان مظاہرہ فرماتے ہیں۔ جب تمام مصائب سے کما حقہٗ نپٹ لیتے ہیں تو پھر ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
تو ہے شاہیں پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

کا مصداق ایک عجیب

حیرت انگیز آزمائش

آزمائش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مرض فالج کا زبردست حملہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں نے ہر طرح سے جان بچانے کی کوشش کی مگر بے سود یہ کہہ کر کمرہ سے باہر آجاتے ہیں کہ مریض پر یہ حملہ ناقابلِ برداشت ہے لہٰذا ہم مجبور ہیں اب زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ میں یہ مریض کو ختم کر دے گا۔ اس وحشتناک خبر سے عقیدت مندوں کے دل دہل گئے۔ وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے تھے۔ آج ٹوٹتے ہوئے نظر آنے لگے۔ وہ زبان جو قال اللہ وقال رسول اللہ کی مسحور کُن آواز سے قلوب کو منور فرماتی تھی ہمیشہ کے لیے بند ہوتی نظر آنے لگی۔ وہ کان جو بے نواؤں اور بے سہاروں کی آہ و بکا سن کر فوری طور پر ان کے غموں کا ازالہ فرماتے تھے ہمیشہ کے لیے بہرے ہوتے ہوئے نظر آنے لگے۔ وہ آنکھ جو مالکِ حقیقی کی محبت اور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں تر نظر آتی تھی بند ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگے۔ وہ پاؤں جو دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے میدانِ عمل میں کُودتے تھے لڑکھڑاتے ہوئے نظر آنے لگے۔ جب عزمِ صمیم متزلزل نظر آنے لگا۔ جب چراغِ ہدایت ٹمٹماتا ہوا نظر آنے لگا جب آفتابِ ہدایت اور ماہتابِ ولایت پر بادل چھانے لگے۔ جب حضرت سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گلشن کے اس پھول پر خزاں کا تسلط ہونے لگا۔ تو ہاں ہاں مجھے کہنے دو جب انسانیت کا محسن اس خاکدان گیتی کے تیرہ و تار افراد کو چھوڑنے لگا۔ جب غوثِ اعظم کا چاند گہن میں آگیا تو ان حالات میں وہ کون سی آنکھ تھی جو برس نہیں رہی تھی۔ وہ کون سا دل تھا جو پھٹ نہیں رہا تھا وہ کون سا کلیجہ تھا جو شق نہیں ہو رہا تھا۔ پہاڑوں کے دل دہل گئے۔ زمین کے طول و عرض پر صفِ ماتم بچھتی محسوس ہونے لگی۔ دریاؤں کے پانی کی رفتار مدھم پڑگئی۔ سورج اور چاند کی روشنی سیاہ گھٹا کی شکل

اختیار کر گئی۔ ہر آنکھ اشکبار ہے ہر دل فگار ہے۔ ہر قلب ازار ہے مگر قربان جاؤں اُس پر جو غوث الوریٰ کا جانثار ہے۔ وہ پُر بہار ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا آقا نامدار ہے اور ہمارے لیے لا یقربه البوار ہے جہاں تمامی خورد کلاں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دُعا کر رہے ہیں میرا آقا پھر وہاں کچھ اس طرح اپنے محبوب کو یاد کر رہا ہے کہ ؎

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخُدا
میں ڈوبا تُو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر
منزل نئی عزیز جُدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہِ غم میں پرِ کاہ لے خبر

اُس محبوب کو یاد فرما رہے ہیں کہ جن کی شان ہے ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں درے بہا دیئے ہیں

یہ پُکار ابھی ختم نہیں ہوتی کہ ذہن کئی سو سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف والے واقعہ کی طرف جب ذہن میں یہ واقعہ تازہ ہوتا ہے تو معاً زبان سے نکلتا ہے ؎

کم ابرأت وصباً باللمس راحته
و اطلقت اربا من ربقة اللمم

ابھی زبان سے پورے طور پر شعر ادا نہیں ہوتا کہ بہ ہزاراں جاہ جلال وہ ہستی نمودار ہوتی ہے جن کے متعلق کہنے والے کہتے ہیں۔

سب انبیاء ہیں تارے تم مہر مبیں
سب جگمگائے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں

اپنا دست مبارک کہ جس کو اللہ کریم اپنا دست مبارک قرار دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ جسم پر ملنا شروع کیا۔ اس کی ٹھنڈک سے جب قبلۂ عالم بیدار ہوتے ہیں تو جسمانی و روحانی بیماریاں یکدم ختم ہو جاتی ہیں۔ حضور قبلۂ عالم کو جب چند عقیدتمندوں نے بہتی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کمرہ میں خراماں خراماں ٹہل رہے ہیں تو نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے پورا ہسپتال گونج اُٹھا۔ اس ظاہر کرامت سے تمام ڈاکٹر حیران رہ گئے تمام لوگ حضور قبلۂ عالم کے قریب ہو گئے اور اس عجیب واقعہ کے متعلق استفسار کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا جب باہر سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں اور ڈاکٹر صاحبان جا چکے تھے تو میں نے اُس طبیب کو پکارا کہ جس نے مسجد نبوی میں موجود ستون حنانہ کو اپنی جدائی دے کر آہ و بکا پر مجبور کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ بے جان تھا۔ میں نے بایں الفاظ عرض کیا کہ میرے محسن و شفیق آقا حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا انہوں نے قصیدہ بردہ شریف تصنیف کیا تو آپ نے انہیں تندرستی سے نواز دیا۔ میں آپ کا خون ہوں مجھے صرف دینِ اسلام کی خدمت کے لیے بچا لے تاکہ تیرے دین کو سر بلند کر دوں تو میرے آقا نے شفقت فرمائی اور مجھے نواز دیا۔

؎

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

یہاں پہنچ کر اظہارِ حقیقت کے لیے میں اس میں باک محسوس نہیں کرونگا۔ کہ جب میرے آقا کو حبیبِ خدا نے اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لیے زندہ رکھا ہے تو آپ کے ذہن کو چند منٹ کے لیے سرخیل اولیائے برصغیر

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی کشف المحجوب کی طرف لے جانے کی زحمت
دوں گا۔ فرماتے ہیں میں (یعنی حضرت علی بن عثمان جلالی
ہجویری رحمتہ اللہ علیہ) ایک بار شام میں تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار
کے سرہانے سو رہا تھا کہ اپنے کو مکہ معظمہ میں دیکھا اور اس خواب میں دیکھا کہ سرکار مدینہ
صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے
پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں میں فرطِ محبت
سے دوڑا اور حضور کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ معمر حضور
کے اتنے محبوب کون ہیں حضور میرے تعجب کو نورِ نبوت سے سمجھ گئے مجھے فرمانے
لگے یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
مجھے اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ امید قوی ہے اور میرے اہلِ شہر
بھی بالخصوص اُمیدوار ہیں اور اس خواب سے میرا یہ خیال بھی صحیح ہو گیا کہ حضرت امام
اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انہی پاک ہستیوں میں سے تھے جو اوصافِ طبع سے فانی
اور احکامِ شرع کے ساتھ باقی اور قائم ہیں۔ اس لیے ان کے چلانے والے حضور
سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر آپ خود چلتے تو باقی الصفت ہوتے اور
باقی الصفت یا مخطی ہوتا ہے (یعنی ارادہ ثواب کرے مگر بالارادہ خطا ظاہر ہو جائے)
یا مصیبت ہوتا ہے (یعنی حقیقتِ معاملہ کو اچھی طرح پہنچنے والا) اور جب ان کے
قائد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو فانی الصفت ہوئے اور نبی کی صفت بقا سے
قائم ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر سے صدورِ خطا ناممکن ہے جو اس ذات کے ساتھ
قائم ہے اس سے بھی خطا نہیں ہو سکتی جو درحقیقت ایک لطیف رمز ہے۔

یگانگت واقعات

حضور سید علی ہجویری (المعروف) داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا یہ دافعہ بھی عالم دیار

سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت سیدی و مرشدی قبلۂ عالم کا واقعہ بھی عالم رویا سے متعلق ہے۔ لیکن ان دونوں واقعات میں کتنی مطابقت اور یگانگت ہے۔ دونوں واقعات کو سامنے رکھو بار بار پڑھو اور پھر انصاف کو دعوت دو کہ وہ آئے اور آکر اپنا فیصلہ صادر فرمائے۔

انصاف کا فیصلہ یقیناً قابلِ قبول ہوتا ہے۔ ہر ذی شعور آدمی ان واقعات سے جو نتیجہ اخذ کرے گا۔ وہ ہی ان واقعات کی روح رواں ہوگی اور ماخذ یقیناً یہی ہوگا کہ جس طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اسلام کی بقائے کے لیے زندہ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح مرشدی و مولائی حضور نقیبِ اعظم کو اسلام کی سربلندی کے لیے باقی رکھا گیا ہے۔ ؎

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
فقیروں کو کیا ہے اس نے وارث پرویز

ذہن کو پھر دوبارہ اسی مرکزی نقطہ پر لے جائیے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ کریم نے ہر قسم کی آزمائش حضور قبلہ عالم پر کر کے آپ کو منصب رفیع سے نوازا ہے۔ ؎

لکھو کھا برچھیاں کھائیں ہزاروں تیر اور بھالے
پیا پہ وار سے تلوار کے ٹکڑے کیے دِل کو
زباں سے اُف نہ نکلی اور نہ ٹپکا آنکھ سے آنسو
مبارک سو شہیدوں کا ثواب اس نیم بسمل کو

سچ ہے :۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

مجاہدہ

فرمانِ خداوندی ہے :۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

"وہ لوگ جنہوں نے ہمارے معاملہ میں مجاہدہ کیا البتہ ہم انہیں اپنی راہ دکھا دیں گے۔"

مجاہدہ میں آپ کی مثال نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ ہوس و ہوا کو پاؤں تلے روندتے ہوئے آپ نے شہر کی پُر رونق فضا کو خیرباد کہہ کر اس وقت ویرانہ جنگل میں ڈیرہ لگا رکھا ہے۔ اس میں جو راز مخفی ہے وہ اہلِ بصیرت جانتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ

مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ لَذَّتٌ مَعَ الْخَلْقِ

(جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے اس کو مخلوق سے رغبت نہیں رہتی)۔

فرمان ابراہیم ادھم

شیخ ابراہیم ادھم کے فرمان کو آپ نے مشعلِ راہ بناتے ہوئے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"جب تک اپنے عیال کو مثل بیواؤں کے تو نہ کرے گا اور اپنے فرزندوں کو مثل یتیموں کے اور رات کو مثل کتوں کے خاک پر نہ سو دے گا امید مت کر کہ تجھ کو مردوں کی صف میں راہ دیں۔"

اس مقام پر قیام فرمایا ہے کہ جہاں پر پینے کو پانی بھی میسر نہیں اور مزید یہ کہ تمام خویش و اقارب شہر میں ہی بس رہے ہیں اس مردِ قلندر کو جب شہر آنے کے لیے مجبور کرتے ہیں تو آپ انہیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں کہ دیکھو خالق کے فرمودات :۔

فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل (توبہ ۳۸)

"پس نہیں سامان اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا۔"

المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والبقیت الصلحت خیر عند ربک کہف (۴۶)

"مال اور بیٹے جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر"

لہذا ان پر عمل کرو اور پھر میرے آقا و محسن کی تعلیمات بھی دیکھو کہ آپ کا اس دنیا کے بارے میں کیا خیال ہے۔ فرمایا:۔

فیما بین العبد و بین اللہ تعالی الدنیا حجاب وظلمت

"اللہ اور بندے کے درمیان دُنیا حجاب اور ظلمت ہے۔"

الدنیا منام والعیش فیہا احتلام

"دُنیا خواب ہے اور عیش اس میں احتلام ہے۔"

الدنیا للسلاطین والکافرین والعاقبۃ للمتقین والمساکین

"دُنیا بادشاہوں اور کافروں کے واسطے اور آخرت مسکینوں اور متقیوں کے واسطے ہے۔"

الدین والدنیا اختین ولا ینکح بین الاختین

"دین اور دنیا دونوں بہنیں ہیں اور دونوں میں نکاح نہیں کیا جاتا۔"

الدنیا قوس وحوادثہا سہام ففروا الی اللہ حتی تنجو من الناس

"دنیا کمان ہے اور اس کے حوادث تیر ہیں اللہ کی طرف بھاگو آدمیوں سے نجات ہوگی۔"

جب خویش و اقارب مجبور ہو جاتے ہیں تو وہ بھی شہر کو خیرباد کہہ کر اپنے ہونہار

فرزند کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جنگل میں ڈیرہ لگا دیتے ہیں۔

حضور قبلۂ عالم سے مستفیض و مستفید ہونے والے عقیدت منداس ویرانے جنگل پر ہزارہا گلشن اور بہاریں قربان کرتے ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارہ

(عاقل کے لیے اشارہ ہی کافی ہے)

آپ کی کرامات۔ زہد و ریاضت اور حالات و واقعات کو اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو اس کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ لہذا انہیں حالات و واقعات سے اکتفا کیا جاتا ہے۔ ـــــ

صاحب الفاظ کی دفتر سے سیری نہیں
صاحب معنی کو اِک لفظ کافی ہو گیا

واقعہ بایزید

ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے ایک درویش نے دور دراز سے سفر کیا۔ راستے میں جس شخص سے بایزید کے متعلق پوچھتے وہ تعریف ہی کرتا، سوچنے لگے کہ سفر بے کار گیا جب شہر کے قریب پہنچے تو کوئی کہتا وہ دجال زمانہ ہے (العیاذ باللہ) کوئی کہتا وہ مکار آدمی ہے (نعوذ باللہ) تب اس بزرگ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ سفر بے کار نہیں گیا بلکہ کارآمد اور فائدہ مند رہا ہے کہ حق گو آدمی کے بدگو زیادہ ہوتے ہیں چونکہ پہلے ہر کوئی تعریف کر رہا تھا۔ اس لیے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ حق گو نہیں ہو سکتا لیکن جب تنقیص و توہین سنی تو مطمئن ہوں کہ جیسا مقبول اپنے شہر میں سنا تھا اتنے ہی مقبول بارگاہ ہیں۔

اس واقعہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ کچھ لوگ ہوس و زر پرستی کی وجہ سے اپنے

سینے میں بغض و حسد کی آگ جلاتے رہتے ہیں اور مقبولانِ بارگاہ کو تنقید و تنقیص کا نشانہ ان کا مشغلہ بن جاتا ہے۔ جس سے اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں (العیاذ باللہ) اگر کوئی غیر مسلم یہ حرکت کرے یا غیر مسلک (وہابی دیوبندی شیعہ وغیرہم) زبان طعن دراز کرے تو اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں مگر نہایت افسوس سے اظہارِ حقیقت کیا جا رہا ہے۔ بعض وہ حضرات جو اپنے آپ کو رہنمایانِ دین اور غلامانِ اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ محض دنیاوی لالچ کی وجہ سے بغض سادات کی بیماری میں مبتلا ہیں اور نہیں سوچتے کہ حدیث قدسی ہے کہ جو میرے ولی کی اہانت کرتا ہے۔ درحقیقت وہ مجھ سے جنگ کا اعلان کرتا ہے۔

ولی کی دُشمنی خدا سے جنگ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۱۰۶ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس طائفے (اولیاء اللہ) کی محبت۔ جو معرفت پر مبنی ہے۔ خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے اور اس گروہ سے بغض رکھنا زہر قاتل ہے اور ان کی عیب جوئی ابدی محرومی کا باعث ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلاء سے بچائے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اے مولا کریم تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے ٹکرا دیتا ہے۔ ؎

گر شوی دُور از حضورِ اولیاء
درحقیقت گشتہ اُدور از خدا

یہ تو ایک اُدنیٰ ولی کی شان میں گستاخی کی سزا ہے اور جو ولیوں کے سردار غوث الوریٰ کی اولاد سے دُشمنی کرے کیا اس پر غوثِ اعظم نظر کرم فرمائیں گے بلکہ کہنے والے کہتے ہیں کہ۔ ؎

میں اس کے آستان فیض عنواں کا جبیں سا ہوں

کہ جو نائب ہے ختم المرسلین و فخر آدم کا
لگا ہوگا آخر یہ اشتہار عام محشر کا
نہیں جنت میں داخل ہوگا دشمن غوث الاعظم کا

اس دُنیائے ناپائیدار میں ملنے والی مہلت کو غنیمت جانتے ہوئے انہیں دعوتِ اصلاح ہے کہ آج بھی اگر اپنے کئے پر نادم ہو کر حقیقت کی تہہ تک پہنچیں تو کامیابی و کامرانی میسر آسکتی ہے۔

دعوتِ فکر اس لیے دی جا رہی ہے کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آ رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

صبحدم مرغ سحر با گل نو خاستہ گفت
ناز کم کن کہ دریں باغ بسی چوں تو شگفت
گل بخندید کہ از راست نرنجیم دلی
ہیچ عاشق سخن سخت بمعشوق نگفت

صبح کی چڑیا نے گل نورس سے کہا کہ ناز نہ کر تمہارے جیسے بہت سے پھول کھلے اور ختم ہوگئے۔ پھول نے کہا کہ مجھے سچی بات سے تو تکلیف نہیں ہوتی لیکن یہ عاشق کا شیوہ نہیں کہ معشوق سے سختی کے انداز میں بات کہے۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نہایت لطیف نکتہ سے اس حقیقت کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں کہ جب اللہ و رسول سے محبت کا دعویٰ ہے تو پھر کیوں نہ اس کے مقبولوں سے محبت کی جائے گی۔ میرے اس بیان سے شاید کسی کے دل پہ گرہ لگے مگر میں تو یہی عرض کروں گا کہ ؎

چمن میں تلخ نوائی میری گوارہ کر
کہ زہر بھی کبھی کرتی ہے کار تریاقی

ان اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ من لم ینفعہُ اللہ بعلمہٖ

"قیامت کے دن اشد عذاب لوگوں میں اس پر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ اس کے علم سے نفع نہ دے۔" مزید یہ کہ

مخبر صادق نے فرمایا:۔

"ہر ایک شے کی ایک آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے"۔ نیز فرمایا:۔

لِکُلِّ شیءٍ آفۃٌ و آفۃُ العلم الطمع

"جو شخص کہ علم زیادہ پڑھے اور پرہیزگاری زیادہ نہ کرے وہ بڑھاتا مگر اللہ سے دوری" (العیاذ باللہ)

مَن ازدادَ علماً وَّلم یزدد وَرَعاً لم یزدد من اللہ الا بعداً وَّ مقتاً"

دعوتِ اصلاح

اب جو حضرات اپنے آپ عالم فاضل کہلا کر بغضِ اولیاء اور تنقید اصفیاء پر عمل پیرا ہو رہے ہیں وہ خود ہی اپنا محاسبہ فرمانے کی سعی کریں۔ اگر اصلاح حال قسمت میں ہوگئی تو زہے نصیب ورنہ ہٹ دھرمی اور کورچشمی سے آیت

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ (۱۶ محمد)

(یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے۔)

کا مصداق بن جائیں تو پھر میں ان کے ضمیر مردہ کو جھنجھوڑ کر یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کروں گا ؎ شوخی و فتنہ تو ہر وقت رہتا ہے ان کی آنکھوں میں

کیوں حیا تم کو بھی ہے حکم کبھی آنے کا

حقیقت یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم کو کم عمری میں ہی جو عروج حاصل ہے وہ "قلزم کو سینہ میں لے قطرے کا قطرہ ہی رہا" کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جہاں آپ کا سینہ اسرارِ طریقت و معرفت سے پُر ہے وہاں آپ فرمودات مخبر صادق، اصل الایمان من السکوت (ایمان کی اصل خاموشی ہے) السکوت تاج المومن من السکوت رضاء الرب (خاموشی مومن کا تاج ہے اس میں رب کی رضا ہے) العافیۃ عشرۃ اجزاءٍ تسعۃ فی السکوت و واحدٌ فی الوحدۃ (عافیت کے دس جزء ہیں نو خاموشی میں اور ایک وحدت میں) پڑھ پڑھ کر اپنے مریدین و متعلقین کو سناتے ہیں اور حکماً یہ تاکید کرتے ہیں کہ میری حیات میں میرے متعلق کوئی چیز احاطہ تحریر میں نہ لائی جائے۔ گو الامر فوق الادب (حکم ادب سے بڑا ہے) اس راستے میں حائل ہے مگر چونکہ دوسری جانب گردش زمانہ خطرناک صورت اختیار کر چکی ہے۔ جہاں رسوائے زمانہ حضرات پیری مریدی کا روپ دھار کر سادہ لوح عوام کو لوٹ رہے ہیں جس سے شاعر مشرق جیسے عظیم انسان تڑپے بغیر نہ رہ سکے اور فرمایا۔ ؎

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

وہاں ان مقدس ہستیوں کا تعارف بھی کرا دیا جائے جن کے متعلق حضرت علامہ ہی کا ارشاد ہے کہ۔ ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اب جب کہ مکروہ چہروں سے نقاب اُٹھ رہے ہیں جعلی پیروں کی مصنوعی عبادات سے پردہ اٹھ رہا ہے اور حضور قبلہ عالم کے روحانی تصرف سے جب ان کے چہرے رات کے اندھیرے میں بھی پہچاننے میں دشواری نہ رہ گئی تو ان لوگوں نے اپنے نام نہاد دھرم کا بھرم رکھنے کے لیے چاند پر تھوکنا شروع کر دیا ہے اور نہیں سمجھتے کہ اس تھوک کی دسترس سے چاند نے تو محفوظ رہنا ہی ہے خود ان کا چہرہ تھوک کا مرکز بن جائے گا۔ ؎

جعل مزا جھوٹ غذا ہو گیا
ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا

لیکن ان تمام حرکات کے باوجود حضور قبلہ عالم مطمئن اور پُرسکون ہیں اور یہی خیال کیے ہوئے ہیں جب میں حقیقتاً اپنے سرکار کا سچا غلام ہوں تو ان کے الزامات سے میرا کیا بگڑ سکتا ہے۔ ؎

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ
او یرجع الجار منہ غیر محترم

شیخ کامل اور ناقص

حدیث قدسی ہے کہ:۔

جَعَلْنَا شَيْخَ الْكَامِلَ نَافِعِ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا نَبِيِّ آخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَيْخَ النَّاقِصَ خَاسِرَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا رَجِيْمِ الشَّيْطٰنِ ۔ ہ

"یعنی پیدا کیا ہم نے شیخ کامل کو نفع پہنچانے والا انسان کا جیسا کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پیدا کیا ہم نے ناقص پیر کو

خسارہ میں ڈالنے والے انسان کا جیسا کہ شیطان مردود "۔
حدیثِ قدسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو سمجھنے میں بخوبی آسانی ہوجاتی ہے کہ پیر اس کو کہیں گے جو نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور جو آداب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہی آداب پیرِ کامل کے ہیں۔

خصائلِ مسندِ نشیں ولائت

حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں :۔
" جس شخص میں تاوقتیکہ بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں ولائت کی مسند پر سجادہ نشین ہونا اس کو ہرگز جائز نہیں "
اوّل دو خصلتیں خدا تعالیٰ سے سیکھے :۔ (۱) عیب پوشی (۲) رحمدلی
دو خصلتیں جناب سرورِ کائنات ؐ سے سیکھنے :۔ (۳) شفقت (۴) رفاقت
دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے سیکھے :۔ (۵) راستی (۶) راستگوئی
دو خصلتیں حضرت عمر رضؓ سے سیکھے :۔ (۷) نیکی کا حکم (۸) برائی سے روکنا
دو خصلتیں حضرت علی رضؓ سے سیکھے :۔ (۹) عالم بننا (۱۰) شجاعت
دو خصلتیں حضرت عثمان رضؓ سے سیکھے :۔ (۱۱) کھانا کھلانا (۱۲) شب بیداری
الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہمارے آقا حضور مرشدی و مولائی نقیب اعظم شیخ الاسلام حضرت سید محمد انور شاہ صاحب دامت برکاتہم و فیوضہم العالیہ چونکہ حضور غوث اعظم رحؒ کے نورِ نظر، لختِ جگر ہیں اور بائیس واسطہ جلیلہ سے آپ کا نسب حضور غوث اعظم رحؒ سے ملتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ :۔

اَلْوَالِدُ سِرٌّ لِّوَلَدِہٖ (بیٹا باپ کا بھید ہوتا ہے)

اس لیے جو خصائص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ نے بیان فرمائے ہیں

ان کا مکمل نقشہ اور سراپا حضور مرشدی و مولائی سید محمد انور شاہ دامت برکاتہم القدسیہ ہیں۔ ع

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

وقت کی تلوار راستے میں حائل ہیں ورنہ دل چاہتا ہے کہ ان مجموعہ خصائص کا اور حضور قبلہ عالم کا موازنہ پیش کیا جائے کہ کس طرح ایک ایک خصوصیت حضور قبلہ عالم کی ذات سے لازم و ملزوم کی حیثیت سے رچی ہوئی ہے مگر اہلِ بصیرت کے لیے اتنا ہی کافی ہے اگر مزید تسلی و تشفی کی ضرورت ہو تو پھر تھوڑی سی محنت کریں۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ ؎ عاقل کیلئے اشارہ ہی کافی ہے'

وقت نکالیں اور سدرہ شریف کا رُخ کریں حضور کی زیارت سے اور آپ کی مجلس میں حاضری سے ہی آپ راز کی زبان میں یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ؎

طالب نورِ مصطفائی ہے دل میرا کاسۂ گدائی ہے
دیکھ کر شکل پیر بغدادی غوث الاعظم کی یاد آئی ہے

بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس پُرفتن دور میں جب کہ نقل اصل سے بڑھ چکی ہے مطلوبہ اوصاف کی ہستیوں کا ملنا نہ صرف مشکل بالکل ناممکن ہے۔ حضور قبلہ عالم کی حیاتِ طیبہ ایک گوہرِ نایاب ہے جو مخالفین سے بھی یہ کہکر اعراض نہیں فرماتے کہ۔ ؎

وہ جفا کرتے رہیں ہم وفا کرتے رہیں
اپنا اپنا فرض ہے دونوں ادا کرتے رہیں

پچھلے صفحات میں یہ گذر چکا ہے کہ حضور قبلہ عالم کی نہ صرف پرورش حضور نقیب الاقطاب سید بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خصوصی نگرانی میں کی بلکہ بچپن سے تا یوم

وفات ہر وقت اپنے ساتھ رکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ طریقت ہو یا معرفت شریعت ہو یا حقیقت آپ ہر میدان کے شہسوار نظر آتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی عمر شریف ابھی صرف ستائیس سال ہے۔ اس ابتدائی عمر میں ہی مدارج و عظمت رفعت و شوکت کا یہ عالم دیکھ کر بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ ؎

یہ رُتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مُدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، قلندریہ، منصوریہ اور قادریہ مبارک میں آپ کو وہ مقام اور عرُوج حاصل ہے کہ عصرِ حاضر کے تمام مشائخ و پیران عظام گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ شہرت سے سخت نفرت فرماتے ہیں اس لیے زمانہ حضور قبلہ عالم کے مقام سے بے خبر ہے، لیکن اگر شاعرِ مشرق کی تعلیمات کو اپنایا جائے تو شاید منزلِ معرفت آسان ہو جائے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ؎

دِل زندہ بھی کر خدُا سے طلب
آنکھ کا نورُ دل کا نوُر نہیں
بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تو تو بے حضور نہیں!

تبلیغِ اسلام

آپ نے مختصر عرصہ میں کئی تبلیغی دورے فرمائے جن سے سینکڑوں غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ہزاروں بدعقیدہ لوگ مسلک حق اہلِ سنّت پر عمل پیرا ہوئے اور لاکھوں اہلِ سنّت والجماعت کو جو روحانیت سے خالی تھے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ مبارک میں داخل فرما کر سلوک کی منازل طے کروائیں۔

راقم السطور کالج کے زمانہ میں جب کلامِ اقبال کا مطالعہ کرتا اور علامہ اقبال کے اس شعر پر کبھی نظر پڑتی۔ ؎

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

تو سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ آخرش وہ کون سے فقیر ہیں جن کی شاعرِ مشرق توصیف فرما رہے ہیں۔ الحمد للہ آج وہ سوچ حقیقت کا رُوپ دھار کر جلوہ افروز ہے کہ حضور قبلہ عالم کی زندگی وہ زندگی ہے کہ معلوم ہوتا ہے جیسے شاعرِ مشرق نے یہ کہا ہی آپ کے لیے ہے۔

حکمران و امراء ہوں یا نواب و جاگیردار، غرباء و مساکین ہوں یا یتماء و فقراء سب سے ایک جیسا سلوک بلکہ بے سہارا و لاچاروں کی تہہ دل سے دستگیری فرمانا ہر ایک سے خلقِ عظیم کا مظاہرہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پرچار، دوستوں میں ریشم کی طرح نرمی اور اعدائے دین کے مقابلے میں مضبوط چٹان، ہر لمحہ عاجزی و انکساری کا اظہار اور عشقِ خدا و مصطفیٰ کی طلب وغیرہم ایسے سینکڑوں خصائص ہیں کہ جن کی موجودگی سے آپ کی شخصیت یقیناً اسد اللّٰہی زندگی کا پرتو نظر آتی ہے۔

امیر کی تواضع

حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ:۔

مَنْ تَوَاضَعَ الْغَنِیَّ لِغِنَاءِہٖ ذَھَبَ ثُلُثُ دِیْنِہٖ

”جس نے امیر کی تواضع کی نسبت اس کی امیری کے اس کا تہائی دین ختم ہو گیا۔“

پر آپ کا عمل دیکھ کر معاً غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی یاد آجاتی ہے جو اگر خلیفہ وقت کو بھی کچھ کہنا ہوتا تو اس طرح لکھتے کہ تجھے عبدالقادر حکم دیتا ہے کہ فلاں کام اس طرح ہونا چاہیے۔

حکمران واہلِ ثروت بھی درگاہ عالیہ پر عام خدام کی طرح جُوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ مگر خدامِ درگاہ تک صرف اس لحاظ سے کہ مہمان ہیں حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ امارت و ثروت کو کبھی بھی پیش نظر نہیں رکھا۔

سچ ہے۔ ؎

ملک و فلک بزیر پایہ فقیر
جاودانی بزیر سایہ فقیر

مختلف زبانوں پر عبور

حضور قبلہ عالم کی مادری زبان فارسی ہے۔ مگر بیک وقت اُردو، پنجابی، سندھی، پشتو، سرائیکی پر بھی عبور حاصل ہے۔ مذکورہ زبانوں میں کئی کئی گھنٹے تک وعظ بھی فرماتے رہتے ہیں۔

انگلش اور عربی زبان بھی سمجھ اور بول سکتے ہیں۔ آپ نے اُستاد محترم کے مدرسہ دارالعلوم غوثیہ معینیہ پشاور سے ہر شعبے میں امتیازی پوزیشن حاصل کی۔

تنظیم المدارس کے امتحان میں امتیازی پوزیشن

تنظیم المدارس کے امتحان میں پورے پاکستان میں امتیازی نمبر پر رہے۔ اور اس کے بعد کچھ عرصہ جامعہ ازہر مصر میں رہ کر بھی تکمیل علوم کی۔ اور جب وہاں سے واپس پاکستان

اگر اصلاحِ امت کا فریضہ بطریقِ احسن انجام دیا تو اہلِ شعور عش عش کر اُٹھے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

آج جب کہ ہر آدمی ذہنی انتشار کا شکار ہے۔ قلبی افراتفری میں مبتلا ہے اور دلی سکون کا متلاشی ہے، مگر سکون میسر نہیں آتا۔ ان کے لیے دعوتِ فکر ہے کہ وہ آپ کی ذاتِ مقدسہ سے استفادہ کریں۔ انشاء اللہ العزیز فقط نگاہِ کرم سے ہی اس دولت بے بہا کا حصول آسان ہو جائے گا۔

آپ کی کرامات بے شمار ہیں جن کا گاہے گاہے ظہور ہوتا رہتا ہے مگر آپ کا حکم اس راستے کی رکاوٹ بن کر کھڑا ہے اور مجھے وہ وقت کبھی نہیں بھول سکتا جب میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کے ملفوظات کو قلم بند کرنے کا ارادہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ کسی کی حیات میں اس کے متعلق کچھ لکھنا تصوف کے خلاف ہے۔

اس فرمان کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ آپ کی کرامات سے پردہ اُٹھانے کی سعی کی جائے۔ اشارۃً اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کی ذات کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ اگلے پچھلوں کے لیے ابھی بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔

طوفانِ نوح لانے سے اے آنکھ کیا فائدہ
دو اشک ہی کافی ہیں اگر اثر کریں

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آپ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہو چکے ہیں اور اپنی دُھن میں مست یہ گا رہے ہیں۔

بک کر کسی کے ہاتھوں بے فکر جی رہے ہیں
جب ہم ان کے ہو گئے ہیں کیا رہ گیا ہمارا

وابستگانِ سدرہ شریف سے گزارش ہے کہ خدائے قدیر کی اس نعمت پر شکریہ ادا کریں۔ اور اپنی محافل و مجالس میں بہانگ دہل نعرہ ہائے تحسین بلند کیا کریں۔ ؎

ہمارے رہبر۔ ہمارے ہادی
پیر بغدادی، پیر بغدادی
جلوہ نبی۔ نور خدا
سید محمد انور شاہ

آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ دیارِ غیر میں بھی ہزاروں افراد شرفِ بیعت رکھتے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں آپ کے تربیت یافتہ خلفاء و مریدین دینِ اسلام کے احیاء میں ہر طریقے سے حصہ لے رہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں حال ہی میں نور المشائخ سید نذر حسین شاہ صاحب نے جامعہ سرور العلوم بخاریہ قادریہ رجسٹرڈ سید آباد شریف (نزد چوہنگ ملتان روڈ لاہور) تقریباً ۱۸ کنال اراضی پر تعمیر کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اسی طرح جامعہ حنفیہ غوثیہ شیراکوٹ بکر منڈی استاد العلماء حضرت قبلہ قاری حافظ عبدالرشید صاحب سیالوی القادری کے زیرِ اہتمام دینِ حقہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم اپنے محبوب رحیم کے اخلاق عظیم کے طفیل حضور قبلہ عالم پیر شیخ الاسلام سید السادات نقیب اعظم اولاد غوث الثقلین السید محمد انور شاہ صاحب القادری، الگیلانی، الرزاقی، البغدادی کا سایہ تادیر اہلِ سنت پر قائم و دائم رکھے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین سے ملتجی ہوں کہ ناچیز کے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے فائدہ اٹھائیں تو ناچیز اور اُس کے والدین کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں۔

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے

رہے سلامت ان سے نسبت میرا تو اک آسرا یہی ہے

گدائے بے نوا۔ درگاہ سدرہ

محمد اطہر القادری شاہپوری عفی عنہ'

حضرت پیر بغدادی روڈ شاہ پور کانجرہ ۱۶ کلومیٹر ملتان روڈ۔ لاہور

ماخذ و مراجع

نورالعرفان۔ خزائن العرفان
ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
تفسیر نعیمی
مسلم شریف
ترمذی شریف
کشف المحجوب
شہید ابن شہید
صواعق محرقہ
تحفۃ الاحباب
مکتوبات امام ربانی
دارالاصدق الاشعرانی
امداد المشتاق
ملفوظات شاہ غلام علی
زلف و زنجیر
زبدۃ الآثار
بہجۃ الاسرار
تذکرہ مشائخ قادریہ
جمال الاولیاء

تحفہ اثنا عشریہ
شمائم امدادیہ
مفتاح العارفین
انوار رضا
شامی
الکلام المقبول
جذب القلوب
شرح قصیدہ بردہ
قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر
نزہۃ الخواطر الفاتر
تحفہ قادریہ
محک الفقرا
جواہر العشاق
الدولۃ المکیہ
نزہۃ المجالس
بے مثل بشر
فوائد بندہ نواز
سوانح کربلا

تذکرۃ الرشید
اسرار الاولیاء
حدیقۃ الاولیاء
تفسیر ابن عربی
شرح قصیدہ غوثیہ
لفحات الانس
مہر منیر

شجرۂ نسب

(۱) حضرت سیّد محمد انور شاہ جیلانی ابن (۲) سیّد احمد شاہ جیلانی ابن (۳) سیّد گل بادشاہ جیلانی ابن (۴) سیّد عفیف الدین حسین شاہ جیلانی ابن (۵) سیّد بدر الدین حسین شاہ منور جیلانی ابن (۶) سیّد کریم شاہ جیلانی ابن (۷) سیّد مراد علی شاہ جیلانی ابن (۸) سیّد علی شاہ جیلانی ابن (۹) سیّد محمد حسین شاہ جیلانی ابن (۱۰) سیّد علاؤ الدین علی شاہ جیلانی ابن (۱۱) سیّد شہاب الدین احمد شاہ جیلانی ابن (۱۲) سیّد شرف الدین قاسم شاہ جیلانی ابن (۱۳) سیّد محی الدین یحییٰ شاہ جیلانی ابن (۱۴) سیّد نور الدین حسین شاہ جیلانی ابن (۱۵) سیّد علاؤ الدین علی شاہ جیلانی ابن (۱۶) سیّد شمس الدین محمد شاہ جیلانی ابن (۱۷) سیّد سیف الدین یحییٰ شاہ جیلانی ابن (۱۸) سیّد احمد ظہیر الدین شاہ جیلانی ابن (۱۹) سیّد ابو النصر محمد شاہ جیلانی ابن (۲۰) سیّد ابو صالح نصر شاہ جیلانی ابن (۲۱) سیّدنا عبد الرزاق جیلانی ابن (۲۲) قطب الاقطاب غوث اعظم سیّدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ابن (۲۴) سیّد موسیٰ جنگی دوست ابن (۲۳) سیّدنا عبد اللہ جیلی ابن (۲۵) سیّدنا یحییٰ الزاہد ابن (۲۶) سیّدنا محمد ابن (۲۷) سیّدنا داؤد ابن (۲۸) سیّدنا موسیٰ ابن (۲۹) سیّدنا عبد اللہ ابن

(۳۰) سیدنا موسیٰ الجون ابن (۳۱) سیدنا عبداللہ المحض ابن (۳۲) سیدنا حسن المثنیٰ ابن (۳۳) سیدنا امام حسن المجتبیٰ ابن (۳۴) سیدنا علی المرتضیٰ وسیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت (۳۵) سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل الثناء۔

یہ شجرہ مقدسہ ومطہرہ حضرت قبلہ عالم نقیب اعظم کے والد گرامی القدر کے دادا اکرم حضرت پیر سید حسین شاہ صاحب حموی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف مفتاح العارفین سے لیا گیا ہے جو آج سے دو سو سال قبل آپ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا۔

شجرہ نسب وطریقت

اَللّٰهُمَّ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

سائل ہوں یا قادرؔ رحمت ذاتیا کے واسطے

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ عِشْقِ حَبِيْبِكَ

سلطان رسالت مصطفیؐ سب کی پناہ کے واسطے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ

امام الواصلین حیدرؓ شیر خدا کے واسطے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ

سیّدنا حضرت حسن المثنیٰ شہید رضا کے واسطے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِيْ ظَالِمًا

حضرت عبداللہ المحض شاہ اتقیاء کے واسطے

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا

حضرت موسیٰ الجون عالی مرتبہ کے واسطے

---

۱ جل جلالہٗ ۲ صلی اللہ علیہ وسلم ۳ رضی اللہ عنہما ۴ رحمۃ اللہ علیہم

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِقَبُوْلِکَ مِنْ رَدِّکَ

حضرت سیدنا عبداللہ ظلِ کبریا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّیْ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمْ

حضرت سیدنا موسیٰ نورِ خدا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ یَا جَوَادُ اَنْفِحْنَا مِنْکَ بِنَفْحَۃِ خَیْرٍ

حضرت سیدنا داؤد مقبول بارگاہ کے واسطے

اَللّٰھُمَّ بَصِّرْنَا بِعُیُوْبِ اَنْفُسِنَا لِنَنْظُرَ عُیُوْبَنَا

حضرت سیدنا محمد باون کے واسطے

اَللّٰھُمَّ یَا قَابِضُ ثَبِّتْ عَلٰی دِیْنِکَ

حضرت یحییٰ زاھد جمال الاولیاء کے واسطے

اَللّٰھُمَّ یَا تَوَّابُ لَا تَفْضَحْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

حضرت عبداللہ جیلی پارسا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ

حضرت ابو صالح موسیٰ باصفا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ ربنا اغفرلی والوالدیّ وللمؤمنین

محی الدین باز اشہب غوث الوریٰ کے واسطے

عطائے خاص غوث اعظم سے حصہ عطا کر دو

حضرت عبدالرزاق شاہ اصفیاء کے واسطے

نور رحمان و رحیم و کریم ہے سلّم سلّم

ابو صالح نصر وارث قاضی القضاۃ کے واسطے

دامن میراں رہے سایہ فگن مجھ پر

ابو نصر محمد زاہد بے ریا کے واسطے

میرے ہر عمل پہ گہری چھاپ ہو اخلاص کی

حضرت سید احمد ظہیر الدین مقتدا کے واسطے

فنا فی اللہ بقا باللہ مقدر میں ہو میرے

سید السادات حضرت سیف الدین یحییٰ کے واسطے

قرآن و سنت کا مکمل نقشہ ہو یہ زندگی

سید شمس الدین محمد دل رُبا کے واسطے

شکر صبر و قناعت دو فضل سے ظرف بھر دو

حضرت سید علاؤ الدین علی با خدا کے واسطے

نور کی سرکار کر دے نورٌ علیٰ نور

سید نور الدین حسین نورِ ھُدیٰ کے واسطے

سکون قلب کی دولت کر عطا یا اللہ

سید محی الدین یحییٰ فخر اولیاء کے واسطے

نصرت و امداد فرما ہر موقع میری یا ربّ

سید شرف الدین قاسم پُر ضیا کے واسطے

تا ابد اشراف سے نسبت رہے قائم

سید شہاب الدین احمد دلرُبا کے واسطے

مقصود و مطلوب شہادت ہو میری

سید علاؤ الدین ذوالاتقیاء کے واسطے

ترکِ ماسوی اللہ کا شرف ہو حاصل
سیّد محمد حسین تارک ماسوی کے واسطے

فکرِ دُنیا و ہوس سے دامن نہ آلودہ ہو
حضرت پیر سیّد علی کی نظر کیمیا کے واسطے

مقام علیین کے حقداروں میں ہو شمار
حضرت سیدنا د علی دانائے راہ کے واسطے

جلوہ فگن ہر وقت رہیں دل میں میرے مصطفیٰؐ
سیّد کریم شاہ ہادی و رہنما کے واسطے

الٰہی میں گنہگار و زیاں کار ہوں اَرحَم اَرحَم
بدرالدین حیدر شاہ مجسمہ حیا کے واسطے

رنج و غم اور مشکلیں حل فرما یا خُدا
سیّد حسین شاہ زاہد بے ریا کے واسطے

یا الٰہی نفس و شیطاں کے دھوکے سے بچا
سیّد گلُ بادشاہ و سیّد بادشاہ کے واسطے

راضی رہوں تیری رضا پہ میں ہر حال میں
سیّد احمد جیلانی کے رُخ زیبا کے واسطے

طلب شاہی نہیں ہے گدائی درگاہِ سدرہ کی
پیر بغدادی سیّد محمد انور غوث ما کے واسطے

وابستگانِ سدرہ کو الٰہی فرما باکمال
قادری رزاقی خاندان عالیہ کے واسطے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَات

انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

تمت بالخیر

ابو المعاذ محمد اطہر القادری عفی عنہٗ ایم اے

خطیب جامع مسجد مدینہ محافظ ٹاؤن

۱۷ کلومیٹر ملتان روڈ لاہور

فون نمبر ۵۸۳۹۴۰۹

رہائش ۵۸۳۹۳۲۴

وابستگان سدرہ شریف متوجہ ہوں

حضور قبلۂ عالم نورِ نظر غوثِ اعظم رہبر ہادی، پیر بغدادی السید محمد انور شاہ صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر مرکزی انجمن غوثیہ خدام سدرہ شریف ضلع لاہور کا قیام عمل میں آچکا ہے جس کا مرکزی دفتر ۱۷۳ اے۔ نظام بلاک

علامہ اقبال ٹاؤن وحدت روڈ .... لاہور

.... میں قائم کیا گیا ہے۔ انجمن کی رکنیت سازی کی مہم شروع ہوچکی ہے۔ خود بھی انجمن کے ممبر بنیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں مزید معلومات کے لیے مرقومہ بالا پتہ پر رجوع فرمائیں۔ بصورتِ دیگر راقم ناچیز سے رابطہ قائم کریں۔

ٹیلی فون: ۴۴۷۰۳۵

۷۸۶
۹۲

یا اللہ جل جلالہ و عم نوالہ

یا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسباق قادریہ مبارکہ

(۱) استغفار شریف — اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْئَلُہُ التَّوْبَۃَ

(۲) نفی اثبات شریف — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر صد کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک بار

(۳) اثبات شریف — اِلَّا اللّٰہُ ہر صد کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار

(۴) مراقبہ شریف — اَللّٰہُ

(۵) اسم شریف — اَللّٰہُ

(۶) ضمیر شریف — ھُوْ

(۷) اسم اور ضمیر شریف — اَللّٰہُ ھُوْ

(۸) ضمیر اور اسم شریف — ھُوْ اَللّٰہُ

(۹) راز و نیاز — اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ

(۱۰) درود شریف قادریہ — اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

اغراض و مقاصد

ا۔ رضائے خدا و مصطفیٰ (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصول کے لیے اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت اور پرچار کرنا۔

ب۔ مقام توحید و رسالت، ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے خلاف ہر قسم کے پروپیگنڈہ اور توہین کے مرتکب حضرات کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور محاسبہ کرنا۔

ج۔ اسلامی تہواروں کو روایتی انداز سے منانا اور مشاہیر اسلام کے کارناموں سے عوام الناس کو واقفیت دلانا۔

د۔ حضرت نقیب الاقطاب پیر سید بادشاہ القادری البغدادی قدس سرہٗ العزیز کے سالانہ عرس کے موقع پر "یوم سید بادشاہ" کا انعقاد اور قریہ قریہ وسیع پیمانے پر "یوم سید بادشاہ" کے انعقاد کی تحریک پیدا کرنا۔

ہ۔ مستحقین کی ہر ممکن اعانت کرنا۔ بالخصوص وابستگان سدرہ شریف کی معاشی معاشرتی مذہبی اور روحانی اصلاح اور امداد کرنا۔

و۔ حضور قبلہ عالم صدر المشائخ علامہ نقیب پیر السید محمد انور شاہ گیلانی البغدادی القادری کے سالانہ تبلیغی دورہ کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا۔

ز۔ انجمن کے زیر تکمیل منصوبہ جات "جامعہ سدرۃ العلوم" "کتب خانہ۔ لائبریری۔ فری ٹیوشن سنٹر۔ فری ڈسپنسری۔ اشاعت کتب۔ فروغ سلسلہ قادریہ بغدادیہ میں وسعت و استحکام پیدا کرنا۔

داعئ خیر، مرکزی انجمن غوثیہ خدام سدرہ شریف (رجسٹرڈ)

محافظ ٹاؤن ۷ کلو میٹر ملتان روڈ لاہور فون ۵۸۳۹۴۰۹

اغراض و مقاصد

ا۔ رضائے خدا و مصطفےٰ (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے حصول کے لیے اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت اور پرچار کرنا۔

ب۔ مقام توحید و رسالت، ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے خلاف ہر قسم کے پروپیگنڈہ اور توہین کے مرتکب حضرات کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور محاسبہ کرنا۔

ج۔ اسلامی تہواروں کو روایتی انداز سے منانا اور مشاہیر اسلام کے کارناموں سے عوام الناس کو واقفیت دلانا۔

د۔ حضرت نقیب الاقطاب پیر سید بادشاہ القادری البغدادی قدس سرہٗ العزیز کے سالانہ عرس کے موقع پر "یوم سید بادشاہ" کا انعقاد اور قریہ قریہ وسیع پیمانے پر "یوم سید بادشاہ" کے انعقاد کی تحریک پیدا کرنا۔

ہ۔ مستحقین کی ہر ممکن اعانت کرنا۔ بالخصوص وابستگان سدرہ شریف کی معاشی معاشرتی مذہبی اور روحانی اصلاح اور امداد کرنا۔

و۔ حضور قبلہ عالم صدر المشائخ علامہ نقیب پیر السید محمد انور شاہ گیلانی البغدادی القادری کے سالانہ تبلیغی دورہ کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا۔

ز۔ انجمن کے زیر تکمیل منصوبہ جات "جامعہ سدرۃ العلوم" "کتب خانہ۔ لائبریری۔ فری ٹیوشن سنٹر۔ فری ڈسپنسری۔ اشاعت کتب۔ فروغ سلسلہ قادریہ بغدادیہ میں وسعت و استحکام پیدا کرنا۔

داعیٔ خیر، مرکزی انجمن غوثیہ خدام سدرہ شریف (رجسٹرڈ)

محافظ ٹاؤن ۷ کلومیٹر ملتان روڈ لاہور فون ۵۸۳۹۴۰۹